ماہنامہ جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

Monthly JUHD-E-HAQ - February-2018 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر25......شمارہ نمبر02 ...... فروری 2018

جہد حق کا آئندہ شمارہ

محترمہ عاصمہ جہانگیر

کی زندگی اور جدوجہد سے متعلق ہوگا

زینب کے قاتل کا پکڑا جانا کافی نہیں بلکہ بچوں سے جنسی زیادتی کی روک تھام کے لیے انتہائی مؤثر، منظّم اور مستحکم پالیسی بہت ضروری ہے

انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ء کو اقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

دفعہ - 1	تمام انسان آزاد اور حقوق وعزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔
دفعہ -2	ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقدار اعلیٰ کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔
دفعہ - 3	ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 4	کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جاسکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو، ممنوع ہوگی۔
دفعہ - 5	کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔
دفعہ - 6	ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔
دفعہ - 7	قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔
دفعہ - 8	ہر شخص کو ان فعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، با اختیار قومی عدالتوں سے موئثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔
دفعہ - 9	کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 10	ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق وفرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔
دفعہ - 11	(1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جاسکی ہوں۔ (2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔
دفعہ - 12	کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط وکتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 13	(1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل وحرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آجانے کا بھی حق ہے۔
دفعہ - 14	(1) ہر شخص کو عقیدے کی بنا پر ایذا رسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ (2) یہ حق ان عدالتی کاروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جاسکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔
دفعہ - 15	(1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔ (2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔
دفعہ - 16	(1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ (2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔ (3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔
دفعہ - 17	(1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 18	ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتمائی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔
دفعہ - 19	ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔
دفعہ - 20	(1) ہر شخص کو پرامن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔
دفعہ - 21	(۱) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔ (3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔
دفعہ - 22	معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشونما کے لیے لازم ہیں۔
دفعہ - 23	(1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب ومعقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔ (3) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب ومعقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل وعیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جاسکے۔ (4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں، (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔
دفعہ - 24	ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔
دفعہ - 25	(1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی صحت اور فلاح وبہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضہ قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔ (2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔
دفعہ - 26	(1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔ (2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشونما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔ (3) والدین کو اس بات کے تصفیہ کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔
دفعہ - 27	(1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔ (2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں
دفعہ - 28	ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہو سکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔
دفعہ - 29	(1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشوونما ممکن ہے۔ (2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح وبہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔ (3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جاسکتیں۔
دفعہ - 30	اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جاسکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

سانحہ زینب اور بطور قوم ہماری ذمہ داری

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی نظر میں قصور میں ہونے والے معصوم زینب کے سانحہ پر شدید مذمت، گہرا دکھ اور نہایت افسوس جیسے الفاظ بالکل ہی چھوٹے، بے وقعت، روایتی اور خالی لگ رہے ہیں۔

کمیشن نے 11 جنوری کو جاری کئے گئے اپنے ایک بیان میں کہا ''کسی بھی لرزہ خیز سانحے کے بعد عوامی جذبات کم کرنے کے لیے متعلقہ آفیسرز کو معطل کر دینا یا عدالت عالیہ کی طرف سے سوموٹو ایکشن لے لینا مسئلے کا مستقل اور موثر حل نہیں ہے۔ پنجاب حکومت کو بتانا چاہیے کہ گزشتہ روز مظاہرین پر فائرنگ سے دو لوگ ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے وہ کس کے حکم سے کی گئی۔ اور یہ بھی بتانا چاہیے اس سے پہلے قصور میں جنسی زیادتی کے جو واقعات ہوئے اس کے نتائج کیا نکلے۔ اور ان گھناؤنی برائیوں کے مستقل خاتمے کے لیے انہوں نے کیا اقدامات کئے۔ اٹھارویں ترمیم کے بعد چائلڈ پروٹیکشن پالیسی صوبائی حکومتوں کی ذمہ داری ہے۔ حکومت کو بتانا چاہیے کہ انہوں نے اس ضمن میں کیا کیا وہ پالیسی کہاں ہے اور کتنا موثر ہے؟''

ایک غیر سرکاری تنظیم کے مطابق پاکستان میں روزانہ اٹھارہ سال سے کم عمر بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے 11 کیسز رونما ہوتے ہیں۔ 2016ء میں جنسی زیادتی کے 4139 کیسز رونما ہوئے جن میں سے 43 فیصد سانحات میں متاثرہ بچہ/بچی جنسی زیادتی کرنے والے کو جانتے تھے۔ جبکہ 16 فیصد کیسز میں زیادتی کرنے والے خاندان کے ہی لوگ تھے۔ ایک اور غیر سرکاری تنظیم کے مطابق جنسی زیادتی کے بعد مار دینے کا رجحان بھی بڑھتا جا رہا ہے اس رجحان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جنسی زیادتی کرنے والا متاثرہ بچی یا بچے کا جاننے والا تھا اور پکڑے جانے کے خوف سے وہ مار دیتے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ شاید ان کا مقصد معاشرے میں خوف و ہراس پھیلانا بھی ہے۔

2015ء میں ایچ آر سی پی کے فیکٹ فائنڈنگ مشن کی رپورٹ کے مطابق قصور میں ہونے والے سانحہ میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ بہت سے کیسز میڈیا پر آنے کے بعد رپورٹ ہوئے۔ جب والدین سے پوچھا گیا کہ انہوں نے بروقت کیس رپورٹ کیوں نہیں کیا تو انہوں نے بتایا ایک تو بدنامی کے خوف سے انہوں نے اسے چھپائے رکھا۔ اور دوسری وجہ جن لوگوں نے پولیس کو اس طرح کے کیسز رپورٹ کئے تھے ان کے ساتھ پولیس نے جو رویہ اختیار کیا اس سے انہیں دل شکنی ہوئی تھی۔ رپورٹ کے مطابق نہ صرف والدین نے یہ کیسز رپورٹ نہیں کئے بلکہ وہ بلیک میل کرنے والے گروہ کو تاوان بھی ادا کرتے رہے تھے۔

یہاں یہ امر بہت اہم ہے جنسی زیادتی کا شکار ہونے والے بچوں کی نفسیات پر کتنے گہرے زخم رونما ہوتے ہیں اور اس طرح کے سانحات کا ان کے مستقبل پر اور ان کی شخصیت پر کیا اثر ہوتا ہے اس حوالے سے ہماری حکومتوں نے کبھی بھی کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں کئے۔ چند سال پہلے چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو پنجاب کی طرف بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک ہیلپ لائن 1121 کا قیام عمل میں لایا گیا تھا جو کہ ایک خوش آئند فیصلہ تھا۔ مگر اس ہیلپ لائن کی افادیت اور تشہیر عوامی سطح پر اس طرح نہیں کی گئی جس طرح اس کی ضرورت اور اہمیت تھی۔ اس ہیلپ لائن کو زیادہ کارگر اور موثر بنایا جائے اور تمام بچوں کو اس کے طریقہ کار اور اس کے اختیارات کے بارے میں سکولوں اور مدارس میں مکمل آگاہی ہونی چاہیے۔

اس سانحے کے بعد میڈیا کو بھی اس بات کا احساس کرنا ہوگا کہ اس طرح کے سانحہ کو مکمل ذمہ داری اور قوت کے ساتھ اجاگر کرنا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ اس کا فالو اپ اس سے بھی زیادہ اہم ہوتا ہے۔ تاکہ مستقبل میں کوئی مستقل اور دیرپا حل نکالا جا سکے اور اس طرح کے لرزہ خیز سانحات سے بچا جا سکے۔ ہماری صوبائی حکومتوں کو نیک نیتی کے ساتھ اس بات کا احساس کرنا چاہیے کہ نصاب میں اس حوالے سے بچوں میں شعور اجاگر کرنے کے لیے اسباق شامل کرنے چاہئیں۔ آسان کہانیوں اور ڈرائنگ کی بدولت بچوں کو بتایا جا سکتا ہے کہ ان کو کن کن لوگوں اور صورتحال سے خطرہ ہو سکتا ہے اور اس خطرناک صورتحال میں انہیں کسے اور کیسے آگاہ کرنا چاہیے۔ بطور قوم بچوں کا تحفظ ہم سب کی اولین ذمہ داری ہے اور ہم سب کو اس میں کردار ادا کرنا ہوگا۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 11 جنوری 2018]

فہرست

ایچ آر سی پی کی طرف سے جاری کردہ پریس ریلیزیں	3
وہ تھا منو بھائی	5
پاکستانی ذہنوں پر کنٹرول	6
دو ہندو بھائیوں کا المناک قتل	7
طالب علم کے ہاتھوں کالج پرنسپل کا قتل	8
عورتیں	12
تالیاں	13
جنسی بے راہ روی کے اسباب	14
خودکشی کے واقعات	16
اقدام خودکشی	19
قرضوں پر قرضے۔ ایک لمحہ فکریہ	22
بچے	23
اقلیتیں	24
انسانی شکارگاہ	25
مبینہ مقابلے	26
تعلیم	27
صحت	29

ایچ آر سی پی مُنو بھائی کی موت پر غمزدہ ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کومُنو بھائی کی وفات پر شدید دکھ اور تکلیف پہنچی ہے ہے۔مُنو بھائی ایک اعلیٰ پائے کے شاعر، ڈرامہ نگار و کالم نگار اور غریب و پسماندہ طبقوں کے مخلص ساتھی تھے۔

انہوں نے پاکستان میں جمہوری نظام کے لیے بے مثال خدمات پیش کیں، خاص طور پر 1970 اور 1980 کی دہائیوں کے دوران جب پاکستان پر فوجی آمریت مسلط تھی۔مُنو بھائی کے دشمن اور دوست، دونوں جمہوریت کے لیے ان کی خدمات کے معترف ہیں۔ان کی جدوجہد کی شکل خواہ جو بھی تھی، انہوں نے ہمیشہ سچائی اور عوام کے حقوق کا ساتھ دیا۔

ایچ آر سی پی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ مُنو بھائی تین برس تک کمیشن کی انتظامی کونسل کے رکن رہے اور کمیشن نے ان کے مشورے کو ہمیشہ قدر سے نوازا۔

مُنو بھائی کو وہ تمام لوگ طویل وقت تک یاد کرتے رہیں گے جن کی زندگیوں پر وہ اثر انداز ہوئے۔نیز، وہ اپنے مداحوں اور دور کے دوستوں کے دلوں میں بھی زندہ و جاوید رہیں گے۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔20 جنوری2018]

ایچ آر سی پی کو چارسدہ میں کالج پرنسپل کے قتل پر نہایت تشویش ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے ضلع چارسدہ کے علاقے شبقدر میں مذہب کی تضحیک کے الزام میں ایک طالبعلم کے ہاتھوں کالج پرنسپل کے قتل پر غم و غصے کا اظہار کیا ہے۔طالبعلم کو کالج سے غیر حاضر رہنے پر مبینہ طور پر ڈانٹا گیا جس کے بعد یہ المناک واقعہ پیش آیا۔اطلاعات کے مطابق، طالبعلم نومبر 2017 میں فیض آباد دھرنے میں شرکت کے لیے کالج سے غیر حاضر رہا تھا۔

ایچ آر سی پی نے اپنے ایک بیان میں کہا: " اس قتل سے یہ افسوسناک حقیقت ایک بار پھر اجاگر ہوئی ہے کہ ذاتی رنجشیں نبٹانے کے لیے تضحیکِ مذہب کے موجودہ قوانین کا استعمال کتنا آسان ہے۔تضحیکِ مذہب انتہائی حساس معاملہ ہے اور لوگوں کو طیش میں آ کر قتل کرنے سے قبل اُن پر عائد الزامات کو ثابت کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی جاتی۔

گذشتہ برس، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان میں ایک ہجوم کے ہاتھوں مشال خان کے قتل کی ملک بھر میں مذمت ہوئی اور تضحیک مذہب کے قانون میں ترمیم کے مطالبات سامنے آئے۔خان پر الزام عائد کیا گیا کہ وہ سوشل میڈیا پر توہینِ رسالت کے مرتکب ہوئے تھے مگر ان کے قتل کے بعد ہونیوالی تحقیقات سے ثابت ہوا کہ وہ بے قصور تھے۔

افسوس کی بات ہے کہ ان واقعات سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا جا رہا اور نہ ہی مقتدر حلقے اِن کی روک تھام کے لیے کسی قسم کے اقدامات کر رہے ہیں۔اس واقعہ نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ ہمارے معاشرے میں ایک طرف تو عدم برداشت میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے جبکہ دوسری طرف، حکام انتہا پسندی کے چیلنج سے نبٹنے میں بے حسی اور ناکامی کا شکار ہیں۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔23 جنوری2018]

جہدحق پڑھنے والے توجہ کریں

☜ آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا۔

جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔

☜ آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کر سکتے ہیں۔حقائق اچھی طرح سے تصدیق کر کے لکھیں۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہدحق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تا کہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جا سکے۔

جہدحق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے ویب سائٹ پر موجود ہیں۔پتہ:

www.hrcp-web.org

وہ تھا مُنو بھائی

عبدالقادر حسن

میں نے جب اخبار نویسی شروع کی تو منو بھائی اس شعبے میں مجھ سے سینئر ہو چکے تھے۔ انھیں محترم احمد ندیم قاسمی کا بھر پور تعاون حاصل تھا اور مجھے حضرت قاسمی صاحب کی نیک خواہشات۔ جس میں جتنی صلاحیت تھی اس نے قاسمی صاحب کے خزانے سے بہت کچھ حاصل کر لیا لیکن قاسمی صاحب کی فراخدلی تھی کہ انھوں نے اپنے موافق اور مخالف نظریات رکھنے والے دونوں نیاز مندوں کی سرپرستی کی اس کے باوجود کہ میں بہت سی وجوہات میں قاسمی صاحب کے زیادہ قریب تھا۔

وادیٔ سون کے رشتے سے گہرا تعلق تھا اور اس وادی میں آباد کئی خاندانوں کے باہمی تعلقات کی وجہ سے وادی کے پہاڑوں سے زیادہ باہمی رابطہ تھا۔ وادیٔ سون کے واحد ہائی اسکول کے سینئر طلبہ میں میرے کزن تھے اور خود قاسمی صاحب اور ان کے کزن بھی۔ ان کا باہمی تعلق خوشگوار رہا چنانچہ جونیئر کو وہ جہاں بھی ملتے تو خوش ہوتے اور اپنے اسکول کی باتیں سناتے۔

محترم قاسمی صاحب کے اور میرے گاؤں میں فاصلہ تھا لیکن قاسمی صاحب کی مہربانی کہ انھوں نے اس فاصلے کی کبھی پرواہ نہ کی اور مجھے بھی اپنے گاؤں کا سمجھا اور جب بھی اپنے علاقے سے باہر کہیں ملاقات ہوئی تو وہ ایک مہربان بزرگ بن کر ملے اور ہمیشہ میرے سفارشی رہے۔ میں مرحوم قاسمی صاحب کے ذریعے اور سفارش سے ہفت روزہ لیل ونہار میں آ گیا جس کے ایڈیٹر جناب سبط حسن، قاسمی صاحب کے دوست تھے اور یہ ایک ترقی پسند ادارہ تھا جس میں، میں بڑی مشکل سے کھپ سکا۔

ادارے میں منو بھائی مرحوم جیسے صحافی دوست بھی موجود تھے لیکن نظریاتی اختلاف کی وجہ سے تھوڑی بہت مغائرت رہی مگر دوستی اپنی جگہ کام کرتی رہی۔ ترقی پسند منو بھائی بھی اگرچہ امروز میں تھے لیکن میرے جیسے لیل و نہاروی سے دوستی رکھتے تھے۔ امروز اور لیل ونہار ایک ہی ادارے سے تھے لیکن انھوں نے اپنے دوست سید سبط حسن کی ادارت میں ایک ہفت روزہ بھی جاری کیا اور اس میں کام بھی کیا، اس طرح اس ہفت روزہ لیل ونہار میں کئی ترقی پسند شامل ہو گئے۔

میں ایک غیر ترقی پسند بھی اس ادارے میں شامل تھا۔ مجھے لیل ونہار اس لیے یاد آ رہا ہے کہ اس میں کام کرنے والے میرے کئی رفیق کار ان دنوں کہیں دور جا چکے ہیں ان میں ایک منو بھائی بھی تھے میرے نظریاتی مخالف لیکن میرے جگری دوست۔ جن کی یاد اور کئی وجوہات کے علاوہ ان کے مخالفانہ نظریات کی وجہ سے بھی باقی ہے اور رہے گی۔ نظریاتی اختلاف کے باوجود میں بھی اسی مکتب فکر میں پڑھتا رہا جس میں ان کے بزرگ شامل تھے اور اس طرح تعلیمی یگانگت بھی قائم ہوگئی جسے ہم دونوں نے اختلاف کے باوجود نبھایا۔

یہ محض اتفاق ہے کہ تعلیم وغیرہ سے فارغ ہو کر ہم بسلسلہ روزگار ایک ہی ادارے سے متعلق ہو گئے۔ ترقی پسندوں کے والی وارث میاں افتخار الدین نے ایک بڑا انگریزی اخبار لے لیا اور اس کے ساتھ ہی دو تین اردو کے اخبار بھی سنبھال لیے اس طرح یہ ادارہ دنیا کے اس خطے میں ترقی پسندوں کا سب سے بڑا ادارہ بن گیا، اسی ادارے نے بعد میں ایک اردو ہفت روزہ لیل ونہار کے نام سے بھی جاری کیا جس میں مرحوم احمد ندیم قاسمی کی سفارش پر میں بھی اس ادارے میں شامل ہو گیا، اس کے ایڈیٹر سید سبط حسن جو ترقی پسندوں کے سردار تھے قاسمی صاحب کے انتہائی قریبی دوست تھے اس وجہ سے سفارش کام کر گئی۔

یہ محض اتفاق ہے کہ تعلیم وغیرہ سے فارغ ہو کر ہم بسلسلہ روزگار ایک ہی ادارے سے متعلق ہو گئے۔ ترقی پسندوں کے والی وارث میاں افتخار الدین نے ایک بڑا انگریزی اخبار لے لیا اور اس کے ساتھ ہی دو تین اردو کے اخبار بھی سنبھال لیے اس طرح یہ ادارہ دنیا کے اس خطے میں ترقی پسندوں کا سب سے بڑا ادارہ بن گیا، اسی ادارے نے بعد میں ایک اردو ہفت روزہ لیل ونہار کے نام سے بھی جاری کیا جس میں مرحوم احمد ندیم قاسمی کی سفارش پر میں بھی اس ادارے میں شامل ہو گیا، اس کے ایڈیٹر سید سبط حسن جو ترقی پسندوں کے سردار تھے قاسمی صاحب کے انتہائی قریبی دوست تھے اس وجہ سے سفارش کام کر گئی۔

اس ادارے کو کئی ادیبوں کا تعاون حاصل تھا جس میں اس وقت کے ترقی پسند شامل تھے بلکہ یہ ہفت روزہ ترقی پسندوں کا مرکز تھا اور پورے ملک کے ترقی پسند ادیب اور صحافی اس سے وابستگی کے خواہاں تھے۔ ایک تو یہ ایک بہت بڑے ادارے کی نگرانی میں تھا دوسرے اپنے وقت میں اس ادارے کا بہت بڑا نام تھا جو ایشیا میں ترقی پسندوں کا ادارہ سمجھا جاتا تھا۔ قاسمی صاحب کی سفارش پر سبط صاحب نے مجھے اپنے اس ادارے میں شامل تو کر لیا جب کہ میں ان کے ادارے کے نظریات کا قائل نہیں تھا لیکن ایک اخبار نویس کی حیثیت سے میں کسی بھی اخبار میں کام کر سکتا تھا خواہ کسی کے نظریات کچھ بھی ہوں۔

میں کمیونسٹ اخبار لیل ونہار میں شامل ہو گیا، سید سبط حسن کی ادارت میں لیل ونہار کا بڑا نام تھا پھر ان کے بعد بھی کئی نمایاں لوگ اس کی ادارت میں شامل رہے اور میں ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ ایک زمانے میں سید سبط حسن جیسے کیمونسٹ تھے تو دوسرے اشفاق صاحب تھے کیمونسٹوں کے خلاف۔

منو بھائی سے ایک اور تعلق بھی عمر بھر قائم رہا کہ میری مرحومہ بیوی رفعت اور منو بھائی دونوں پنجابی کے لکھاری تھے میرا اگر منو بھائی سے رابطہ نہ بھی ہو پاتا تو ان دونوں کا پنجابی لکھاری کا بندھن اتنا مضبوط تھا کہ گاہے بگاہے ایک دوسرے کی خیریت سے آگاہ رہتے تھے اور جب بھی میرا گاؤں جانا ہوتا تو منو بھائی کی ایک فرمائش ہوتی تھی کہ قادر حسن وہاں سے میرے لیے چونگاں ضرور لے کر آنا۔ چونگاں پہاڑی علاقے کی ایک بوٹی ہے جو کہ پہاڑوں کے پتھروں میں اگتی ہے انتہائی کڑوی مگر جب اس کو ابال کر پکا لیا جائے تو نہایت خوش ذائقہ ہو جاتی ہے۔

گرمیوں کے موسم میں یہ اگتی ہے جب بھی گاؤں جانا ہوتا تھا واپسی پر منو بھائی کے لیے وادیٔ سون کی یہ سوغات ضرور ساتھ ہوتی تھی جس کو وادیٔ سون کے باشندے تو شاید بھول گئے مگر لاہور کے باسی منو بھائی نے یاد رکھا اور اس سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ مجھے یقین ہے کہ وادیٔ سون کی چونگاں بھی منو بھائی کو یاد رکھیں گی۔ منو بھائی کی یادوں کو تازہ کرنے کے لیے کئی کالم درکار ہیں، بہر کیف وقت گزر گیا اور نظریاتی اختلاف کے باوجود بخیر و عافیت گزر گیا۔ اور جب ساتھی ایک بھائی ہو تو خرابی کیسی۔ 'منو بھائی'

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

پاکستانی ذہنوں پر کنٹرول

پرویز ہود بھائی

کیا پاکستانی ریاست کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ افراد، گروپوں اور سیاسی جماعتوں کی رائے پر کنٹرول کرنے کیلئے خفیہ فنڈز برقرار رکھے؟ کیا شہریوں کو غلط خبروں، کردار کشی اور نفرت پر مبنی مہم سے بچانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے؟ اٹھارہ ماہ پہلے مقبول وکیل اور سماجی کارکن عاصمہ جہانگیر نے سپریم کورٹ میں ایک پٹیشن فائل کی تھی جس کی اب تک سماعت نہیں ہوسکی ہے۔ اس پٹیشن میں انہوں نے ریاست کے میڈیا سے متعلق رویے کو کئی لحاظ سے چیلنج کیا تھا۔ پٹیشن میں میڈیا سے متعلقہ طاقت کے تین مراکز کی نشاندہی کی گئی ہے جن میں وزارت اطلاعات، نجی میڈیا (جس کی نگرانی پیمرا کرتا ہے) اور آئی ایس پی آر شامل ہیں۔ تعلقات عامہ کی یہ تنظیم نجی میڈیا کے برعکس ہر طرح کی ریگولیشن سے آزاد ہے۔ پٹیشن کے مطابق آئی ایس پی آر کا میڈیا سیل پچپن سے زائد شہروں میں اپنے کمرشل ایف ایم نواسی اعشاریہ چار اور ایف ایم چھیانوے نیٹ ورکس کے ذریعے براڈ کاسٹ کو کنٹرول کرتا ہے۔ درخواست میں کہا گیا ہے کہ اس مقصد کیلئے استعمال ہونے والے وسائل سامنے لائے جائیں۔ اس پٹیشن میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ پیمرا نے 2007 میں ایک کمرشل لائسنس منسوخ کر دیا تھا لیکن اس سے حاصل کردہ اشتہارات کی کمائی یا ٹیکسوں کی ادائیگی کے معاملے کو شفاف نہیں بنایا گیا۔ آئین کے آرٹیکل انیس اے کے تحت مستند اور غیر متعصب معلومات تک رسائی عوام کا حق ہے اس لئے اس پٹیشن میں بھی وزن ہے۔ یہ دیکھنا دلچسپ رہے گا کہ سپریم کورٹ اس معاملے سے کیسے نبرد آزما ہو گی جسے قومی سلامتی کے نام پر کبھی بھی خراب کیا جا سکتا ہے۔ یقینی طور پر کوئی بھی پاکستانی قانون آئی ایس پی آر کو عوامی سطح پر کوئی کام کرنے سے نہیں روکتا۔ اسی طرح کوئی بھی ایسا قانون نہیں ہے جو میڈیا میں استعمال ہونے والے وسائل کو سامنے لانے سے روکے۔ لیکن یہاں شفافیت کی کمی ہے جو کہ بہتر نظم و نسق کی اہم ترین خوبی ہے۔ عوامی ذہن پر کنٹرول کرنے کی دوڑ میں صرف فوج ہی نہیں بلکہ بہت سے لوگ شامل ہیں۔ جو لوگ مخصوص ذاتی، مالی، ادارہ جاتی یا نظریاتی ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں وہ جانتے ہیں کہ میڈیا سے لوگوں کے ذہن بدلنے میں آسانی ہوتی ہے۔ 2007 میں ملا فضل اللہ جسے ملا ریڈیو بھی کہا جاتا تھا اس نے وادی سوات کے لوگوں کو ریڈیو نشریات کے ذریعے ہی اپنا ہم نوا بنانے کی کوشش کی تھی۔ اس کی شعلہ بیانی کا ہی اثر تھا کہ کئی 'غیر اسلامی' سرگرمیاں بند ہوگئیں جیسا کہ داڑھی منڈوانا اور خواتین کا نگران کے بغیر گھر سے نہ نکلنا، گانا بجانا اور لڑکیوں کی تعلیم وغیرہ۔ جلد ہی ساری وادی خون میں نہا گئی۔ کراچی کے لیاری کے علاقے میں بھی یہی کچھ ہوا جہاں مقامی اخبارات نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ یہ لڑائیاں 2002 سے جاری تھیں اور ان میں ہر سال سینکڑوں لوگ مارے جاتے تھے اور ان لڑائیوں کا خاتمہ 2015 میں جا کر ہوا۔ اس سے پہلے مختلف گینگ اپنے زیر کنٹرول اخبارات کے ذریعے خون میں لتھڑی ہوئی دھمکیاں اور الٹی میٹم جاری کیا کرتے تھے۔ مخالف اخبارات مسخ شدہ لاشوں کی تصاویر کو پہلے صفحے پر شائع کیا کرتے تھے جیسا کہ جانباز اس اخبار کو ڈان اخبار بھی کہا جاتا تھا، انجم، محاذ وغیرہ۔ ایسی اور بھی بے شمار مثالیں موجود ہیں جن سے ان غلط معلومات اور پراپیگنڈے کا ثبوت مل جاتا ہے جو معاشرے کو درندگی کی طرف دھکیلتا ہے۔ لیکن کسی نے بھی ان معاملات سے کوئی سبق نہیں سیکھا ہے۔ مشہور وکیل اور سماجی کارکن جبران ناصر کے خلاف بھی ایک ٹی وی چینل نے جو مہم چلائی وہ اس کی اہم مثال ہے۔ یہ چینل

> کوئی بھی ایسا قانون نہیں ہے جو میڈیا میں استعمال ہونے والے وسائل کو سامنے لانے سے روکے۔ لیکن یہاں شفافیت کی کمی ہے جو کہ گڈ گورننس کی اہم ترین خوبی ہے۔

ایک ایسی کمپنی کی ملکیت ہے جو دنیا بھر میں جعلی ڈگریاں بیچتی ہے۔ اس چینل نے اس نوجوان کے خلاف کچھ انتہائی خطرناک پروگرام نشر کئے۔ یہ مہم اس وقت شروع ہوئی جب انہوں نے شاہ زیب خان قتل کیس میں سپریم کورٹ میں انصاف کی اپیل کی تھی۔ قاتل شاہ رخ جتوئی جس نے قتل کا اعتراف کرلیا تھا وہ اس کمپنی کے مالک کے ساتھ اسی جیل میں تھا اور جیل میں یہ دونوں قیدی دوست بن گئے۔ میں نے یہ پروگرام دیکھے ہیں اور میں یہ جان کر ششدر رہ گیا کہ وہ انتہائی غیر مہذب اور توہین آمیز تھے۔ کسی اور ملک میں ایسا ہوتا تو اس چینل کو فوری بند کر کے چینل مالکان کو سزا دی جاتی۔ ان میں سے ایک پروگرام میں تو ایک ماسک پہنے ہوئے شخص جسے مسٹر قوم کا نام دیا گیا تھا نے الزام لگایا کہ ناصر غیر ملکی ایجنڈے پر کام کر رہا ہے، وہ کشمیریوں کا دشمن ہے، اسلام کا مذاق اڑاتا ہے اور توہین مذہب کا مرتکب ہو رہا ہے۔ توہین مذہب کا الزام لگانے کی وجہ یہ تھی کہ ناصر نے مبینہ طور پر اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا تھا کہ مارے گئے شخص کے خاندان والے قاتل کو معاف کرنے کا اختیار رکھتے ہیں جو کہ ایک جاگیردار کا بیٹا ہے۔ درحقیقت ناصر نے بھرپور طریقے سے ان الزامات کو مسترد کیا اور یہ بھی کہا کہ اس نے دیت اور قصاص کے قانون کو بھی چیلنج نہیں کیا ہے۔ بلاشبہ ناصر کی طرح زیادہ تر پاکستانی اس بات پر غصے میں ہیں کہ ایک قاتل صرف اس وجہ سے بچ نکلا کہ وہ اپنی آزادی خرید سکتا تھا۔ اگرچہ پی ٹی وی پر اکثر تنقید کی جاتی ہے کہ وہ ریاست کے بیانیے کی ہی حمایت کرتا ہے لیکن اصل میں پرائیویٹ ٹی وی چینلز نے نشریات کا معیار اور بھی گرا دیا ہے۔ زیادہ تر چینلز تو اپنے مالکان اور مددگاروں کے ایجنڈے کو چھپانے کی زحمت بھی نہیں کرتے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ہر کوئی دوسرے کی نقل کر رہا ہے اور کوئی بھی ممتاز نہیں ہوتا۔ ماحولیاتی تبدیلی، عالمی سیاست، سائنس یا ثقافت میں بھی میڈیا کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ جبکہ ساری توجہ صرف سیاسی تفریح یعنی شام کے ٹاک شوز پر مرکوز ہے۔ کیونکہ ڈراموں اور دستاویزی فلموں کے برعکس ان میں زیادہ پیسہ اور تیاری بھی نہیں لگتی۔ معیاری فارمولہ یہ ہے کہ بہت بولنے والے لوگوں کو ایک جگہ جمع کر دو۔ اینکر پرسن جتنا بدتمیز اور جارحانہ ہو گا اور جتنی چیختی چنگھاڑتی رپورٹیں ہوں گی ریٹنگ اتنی ہی بہتر ہو گی۔ اینکر خیالات کے آزادانہ بہاؤ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ عام طور پر ایک سکرپٹ پر ہی عمل کیا جاتا ہے۔ کئی اینکر جان بوجھ کر مذہبی اقلیتوں کے خلاف تشدد کو ہوا دیتے ہیں اور کئی مرتبہ ان کی شعلہ بیانی کے بعد لوگ مارے جاتے ہیں۔ یہ لوگ اخلاقی دباؤ سے آزاد ہو کر سماجی مسائل کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور ضمیر کی آواز دبا دیتے ہیں۔ اگرچہ پاکستان کو نجی ٹی وی چینلز کا کچھ فائدہ ہوا ہے لیکن نقصان کہیں زیادہ ہے۔ مشہور اینکر بار بار قاتلوں اور دہشتگردوں سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور ہر جھوٹ، افواہ اور احمقانہ پن کو نشر کرتے ہیں جسے وہ بیچ سکیں۔ آپ ذرا ماضی کے کچھ تکلیف دہ اوراق ہی کھنگال لیں۔ ایک شخص لال مسجد کے باہر کھڑا ہو کر باغیوں کی زبان بول رہا ہے، دوسرا ممبئی کے قتل عام کو بڑھا چڑھا کر پیش کر رہا ہے اور تیسرا ملالہ یوسف زئی پر فائرنگ کو جائز قرار دے رہا ہے۔ نجی ٹی وی چینلز پر گندی صحافت نے قومی ثقافتی معیار پر بھی منفی اثر ڈالا ہے۔ اس نے لوگوں میں جارحانہ رویہ بڑھایا ہے اور بدتمیزی کو فروغ دیا ہے۔ اگرچہ اس کی تلافی ممکن ہے لیکن نیکی آسمان سے نہیں ٹپکے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہتک عزت کے قوانین کو بھرپور طریقے سے نافذ کیا جائے۔ ملکیت کی شفافیت، مالی معلومات کو سامنے لانا، سچائی اور شواہد کا احترام اور بنیادی صحافتی اقدار پر قائم رہنے پر ہی زور دیا جانا چاہیے۔

(بشکریہ روزنامہ مشرق)

دو ہندو بھائیوں کا المناک قتل

مٹھی، تھرپارکر

ضلع تھر پارکر کے شہر مٹھی کی غلہ منڈی میں 5 جنوری کو صبح کے تقریباً 8 بجے ہندوؤں کے مہیش وری خاندان سے تعلق رکھنے والے دو بھائیوں کے قتل کا دلخراش واقعہ پیش آیا۔ دہرے قتل کے اس واقعہ نے ضلع تھر پارکر اور سندھ کے دیگر علاقوں میں خوف کی فضا پیدا کر دی تھی۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے وقوعے کی چھان بین کے لیے ایک فیکٹ فائنڈنگ ٹیم تشکیل دی۔ ٹیم نے حقائق جاننے کے لیے جائے وقوعہ کا دورہ کیا اور تمام متعلقہ فریقین سے ملاقات کی جن میں مقتولین کے اہل خانہ، ان کے رشتہ دار، مقامی سماجی کارکن، ذرائع ابلاغ کے افراد، پولیس اہلکار اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ضلعی عہدیدار شامل تھے۔ فیکٹ فائنڈنگ کو ملنے والی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

ہندو برادری سے تعلق رکھنے والے دو بھائیوں کے قتل کا واقعہ 5 جنوری کو اس وقت پیش آیا جب صبح کے وقت وہ غلہ منڈی، مٹھی میں واقع اپنی دکان کھول رہے تھے۔ جب وہ اپنی دکان میں آئے تو ان کے پاس پانچ لاکھ روپے اور ایک ایک لاکھ روپے کے دو چیک تھے۔ دو موٹر سائیکل سواروں نے انہیں فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور رقم اور دکان کے کھاتوں کا ریکارڈ لے کر فرار ہو گئے۔ فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے قتل ہونے والے دلیپ اور چندر کی والدہ، والد، دلیپ کے بیٹے وِمال اور ان کے کزن اور مقدمے کے مدعی کیلاش مہیش وری سے ملاقات کی۔ ان تمام لوگوں نے پولیس کی تحقیقات پر اطمینان کا اظہار کیا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اگر انہیں انصاف فراہم نہ کیا گیا تو پھر سول سوسائٹی کو چاہیے کہ وہ ان کی مدد کرے۔

سول سوسائٹی کے کارکنوں، مقامی صحافیوں اور مقامی شہریوں کی آراء

مٹھی کی سول سوسائٹی کے کارکنوں اور دیگر شہریوں کا کہنا تھا کہ یہ اس شہر میں ڈکیتی اور اس کے دوران قتل کا پہلا واقعہ ہے اور اس کے باعث پورے شہر اور علاقے کے شہری خود کو غیر محفوظ تصور کرنے لگے ہیں۔ سول سوسائٹی کے مقامی کارکنوں کا یہ بھی کہنا تھا کہ گرفتار ہونے والے ایک مشتبہ شخص کے خلاف پہلے بھی مقدمات درج ہو چکے تھے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان کے خیال میں اگلے دن 6 جنوری کو اسلام کوٹ میں میگھواڑ خاندان کے ایک ہندو شخص کے قتل سے دہرے قتل کے اس واقعے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

مقامی سماجی کارکنوں نے مزید بتایا کہ 6 جنوری کی رات کو کچھ نامعلوم افراد مٹھی مرکزی بازار میں آئے اور بازار میں تعینات نجی سیکیورٹی گارڈز سے علاقے کے دولت مند افراد کے بارے میں پوچھ گچھ کرتے رہے اور انہیں دھمکیاں بھی دیں۔ بعد ازاں، سیکیورٹی گارڈز نے خوف کے مارے ڈیوٹی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کے علم میں یہ بات آئی کہ وقوعہ والے روز صبح کے وقت بعض دکانوں کے تالے بھی ٹوٹے ہوئے تھے اور بعض دکانوں میں لوٹ مار بھی کی گئی تھی۔ ٹیم نے مٹھی پریس کلب کے صدر کھاٹاؤ جانی سے ملاقات کی۔ جنہوں نے بتایا کہ وہ ایک قریبی کتابوں کی دکان پر تھے۔ انہوں نے دونوں بھائیوں کو خون میں لت پت زمین پر پڑا ہوا دیکھا۔ ان کی مدد سے نعشوں کو ہسپتال پہنچایا گیا۔ ان کے بقول دلیپ موقع پر ہی ہلاک ہو گیا تھا جبکہ دوسرا بھائی چندر ہوش میں تھا اور بول سکتا تھا مگر بدقسمتی سے ان کا بیان ریکارڈ نہ کیا جا سکا۔ سول سوسائٹی کے کارکنوں کے مطابق، ان کا بیان پولیس کی عدم موجودگی کی وجہ سے قلمبند نہ ہو سکا اور یہاں تک کہ وقوعے کے چار گھنٹوں تک کوئی بھی اعلیٰ پولیس افسر جائے واردات پر نہیں پہنچا تھا، وقوعے کے بعد علاقے کو مناسب سیکیورٹی بھی فراہم نہیں کی گئی تھی۔

مقامی لوگوں نے بتایا کہ پولیس میرپور خاص میں پیپلز پارٹی کے ایک جلسے پر تعینات اور واقعہ کے کافی دیر بعد چند ایک پولیس اہلکار ہی جائے وارات پر پہنچے تھے۔ ایس پی اس وقت آئے جب لوگوں نے دھرنا دے کر مٹھی تا میرپور خاص شاہراہ بند کی تھی۔ زیادہ تر لوگوں نے کہا کہ پولیس میرپور خاص میں پیپلز پارٹی کے جلسے پر تھی جس کی وجہ سے مجرموں کو یہ واردات کرنے کا موقع ملا۔

پولیس کا بیان

سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس (ایس ایس پی) سعود مگسی سے جب پوچھا گیا کہ وقوعے والے روز مٹھی شہر میں کتنے پولیس اہلکار تعینات تھے تو انہوں نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ ایس ایس پی نے 6 جنوری کو مٹھی بازار میں بعض نامعلوم افراد کے آنے اور سیکیورٹی گارڈز کو دھمکیاں دینے کی خبر کی بھی تردید کی۔ ایس ایس پی نے وفد کو درج ذیل سوالات کے جوابات دینے سے بھی انکار کیا۔

☆ کیا سی سی ٹی وی فوٹیج میں دیکھے جانے والے دو مشتبہ افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے؟

☆ اب تک کتنے مشتبہ افراد کو گرفتار کیا گیا ہے؟

☆ پولیس کو مجرموں کو گرفتار کرنے اور مقدمے کی تحقیقات مکمل کرنے میں کتنا وقت لگے گا؟

ایس ایس پی نے بتایا کہ مقدمے کی تحقیقات ایس ایچ او مٹھی مبارک راجڑ کر رہے ہیں۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ دہرے قتل کے اس واقعے کا فرقہ واریت یا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کے مطابق، اسلام کوٹ کے وقوعے میں نامزد ایک فرد کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔

سیاسی رہنماؤں کا موقف

فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے پیپلز پارٹی کے ضلعی صدر سینیٹر گیان چند، سیکرٹری اطلاعات پیپلز پارٹی لال مالہی، اور چیئرمین ٹاؤن کمیٹی مسٹر ڈیپلو سے ملاقات کی۔ ان کا کہنا تھا کہ دونوں بھائیوں کو ڈکیتی کی واردات کے دوران مزاحمت کرنے پر قتل کیا گیا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس واقعہ کے مٹھی اور تھر میں امن کی فضا پر شدید منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ چیئرمین ٹاؤن کمیٹی مسٹر ڈیپلو نے مٹھی میں غیر رجسٹرڈ مدارس کی بڑھتی ہوئی تعداد اور باہر کے علاقے کے لوگوں کی آباد کاری پر تشویش کا اظہار کیا۔

عدالتی کارروائی

سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے 8 جنوری کو دو ہندو بھائیوں کے دہرے قتل کا از خود نوٹس لیا اور سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس (ایس ایس پی) عامر سعود مگسی، ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس، اور ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج تھر کو 10 جنوری بروز بدھ کو عدالت میں پیش ہونے اور وقوعے کی رپورٹ پیش کرنے کی ہدایات جاری کیں۔ عدالتی نوٹس نے مقامی لوگوں کے احساس تحفظ میں کچھ حد تک اضافہ کیا اور ان میں انصاف ملنے کی امید پیدا کی تھی۔ تاہم لوگوں کا عام طور پر یہ کہنا تھا کہ اگر پولیس نے تحقیقات میں سست روی کا مظاہرہ کیا تو اس مقدمے میں بھی متاثرین کو انصاف نہیں مل سکے گا جس طرح عمر کوٹ میں دو ہندو بھائیوں کے قتل کے وقوعے میں مقتولین کے اہل خانہ کو انصاف نہیں مل پایا تھا۔

فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کے مشاہدات

☆ مٹھی کے مرکزی بازار میں اگر پولیس اہلکار تعینات ہوتے تو دو بھائیوں کے قتل کو روکنے کے کافی امکانات تھے۔

☆ قتل کے بعد بھی پولیس نے سست روی کا مظاہرہ کیا۔ پولیس دیر سے جائے وقوعہ پر پہنچی اور جائے واردات کو محفوظ بھی نہ کیا۔

☆ واقعہ سے مٹھی کے لوگوں پر خوف کی فضا طاری تھی۔

سفارشات

☆ پولیس لوگوں کو تحقیقات کے حوالے سے اب تک ہونے والی پیش رفت سے آگاہ کرے۔

☆ سی سی ٹی وی کی فوٹیج سے مدد لے کر مشتبہ مجرموں کے خاکے بنائے جائیں اور انہیں علاقے کے تمام نمایاں مقامات مقامات پر آویزاں کیا جائے اور ذرائع ابلاغ پر بھی دکھائے جائیں تاکہ ان کی گرفتاری میں مدد مل سکے۔

☆ تھر کے تمام علاقوں میں سیکیورٹی کا موثر بندوبست کیا جائے۔

☆ وقوعے کی مکمل اور شفاف تحقیقات کو یقینی بنایا جائے اور مجرموں کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے۔

☆ مقتولین کے اہل خانہ کی مالی امداد کی جائے۔

ایچ آر سی پی کی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم میں سندھ ہیومن رائٹس ڈیفنڈرز نیٹ ورک کے کوآرڈینیٹر مسٹر علی ایڈووکیٹ، پائلر کے شجاع الدین قریشی، ایچ آر سی پی کے کوآرڈینیٹر ڈاکٹر اشوتھاما، ایچ آر سی پی کی کارکن سیما مہیش وری، خواتین اور اقلیتوں کے حقوق کی کارکن پُشپا کماری، سماجی کارکن پربھو ستیانی، انسانی حقوق کی کارکن کرشنا شرما اور کسان رہنما اور انسانی حقوق کے کارکن پنہل ساریو شامل تھے۔

(ایچ آر سی پی، حیدرآباد ٹاسک فورس)

طالب علم کے ہاتھوں کالج پرنسپل کا قتل

چارسدہ 22 جنوری کو تحصیل شبقدر، ضلع چارسدہ میں شبقدر بازار میں واقعہ اسلامیہ کالج میں ایک طالب علم فہیم شاہ ولد افتخار شاہ نے اپنے کالج کے پرنسپل سریر احمد ولد گل زمان خان کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا تھا۔ بعدازاں قاتل کو اس وقت گرفتار کرلیا گیا جب وہ اپنی گرفتاری کے وقت لوگوں کے سامنے نعرے لگا رہا تھا کہ اس نے سریر احمد کو اس لیے قتل کیا کیونکہ اس نے توہین رسالت کی تھی"۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے پشاور چیپٹر نے وقوعے کی چھان بین کرنے کا فیصلہ کیا اور اس مقصد کے لیے ایک فیکٹ فائنڈنگ ٹیم تشکیل دی۔ فیکٹ فائنڈنگ ٹیم میں محترمہ ثناء اعجاز، محترم نواب خٹک ایڈووکیٹ اور محترم ارشاد احمد شامل تھے۔

فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے 31 جنوری 2017ء اور یکم فروری 2018ء کو شبقدر کا دورہ کیا۔ ان دو دنوں کے دوران ٹیم نے پولیس اہلکاروں، چشم دید گواہوں، مقتول کے دوستوں، مقتول کے اہل خانہ، قاتل کے اہل خانہ جبکہ جیل میں ملزم سے ملاقات کی اور ان کے بیانات قلمبند کیئے۔ ٹیم کو ملنے والی تفصیلات اور متعلقہ فریقین کے بیانات درج ذیل ہیں۔

کالج کے سربراہ مسٹر امجد کا بیان

اسلامیہ کالج شبقدر کے سربراہ محترم امجد نے فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کو بتایا کہ مقتول سریر احمد ان کے قریبی دوست تھے اور وہ تحصیل شبقدر کے گاؤں مٹہ مغل خیل کے رہائشی تھے۔ مسٹر امجد نے بتایا کہ سریر احمد نے اسلامیات، عربی، پشتو اور شعبہ تعلیم میں ماسٹر کیا ہوا تھا اور مزید یہ کہ وہ حافظ قرآن بھی تھے۔ وہ مقامی سطح پر مذہبی وسماجی سرگرمیوں میں بھی سرگرم عمل رہتے تھے۔ مقتول ایک مذہبی تنظیم ختم نبوت کمیٹی کے سرگرم کارکن بھی تھے۔ وقوعے کے بارے میں بتاتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ وہ اس وقت کالج میں لڑکیوں کے سیکشن میں شعبہ اردو کی طالبات کو پڑھا رہے تھے جب انہیں فائرنگ کی آواز سنائی دی۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک طالب علم نے سریر احمد کو اٹھایا ہوا تھا جو کہ زخمی حالت میں تھے اور بعدازاں انہیں ایک گاڑی میں بٹھا کر پشاور کی طرف لے جایا گیا تاہم وہ راستے میں ہی جاں بحق ہوگئے۔ ملزم کو فرنٹیئر کور کے اہلکاروں نے جائے واردات سے گرفتار کیا جو بلند آواز میں کہہ رہا تھا کہ 'سریر احمد نے مذہب کی توہین کی تھی جس کے باعث اس نے اسے قتل کیا ہے'۔ مسٹر امجد نے مزید بتایا کہ اس وقت ملزم یہ دعویٰ بھی کر رہا

اسلامیہ کالج شبقدر کے سربراہ محترم امجد نے فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کو بتایا کہ مقتول سریر احمد ان کے قریبی دوست تھے اور وہ تحصیل شبقدر کے گاؤں مٹہ مغل خیل کے رہائشی تھے۔ مسٹر امجد نے بتایا کہ سریر احمد نے اسلامیات، عربی، پشتو اور شعبہ تعلیم میں ماسٹر کیا ہوا تھا اور مزید یہ کہ وہ حافظ قرآن بھی تھے۔ وہ مقامی سطح پر مذہبی وسماجی سرگرمیوں میں بھی سرگرم عمل رہتے تھے۔ مقتول ایک مذہبی تنظیم ختم نبوت کمیٹی کے سرگرم کارکن بھی تھے۔ وقوعے کے بارے میں بتاتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ وہ اس وقت کالج میں لڑکیوں کے سیکشن میں شعبہ اردو کی طالبات کو پڑھا رہے تھے جب انہیں فائرنگ کی آواز سنائی دی۔

تھا کہ "اسے یہ پڑھایا جاتا رہا ہے کہ مذہب کی تضحیک کرنے والے کی سزا موت ہے اور یہ کہ اسے اپنے اس فعل پر فخر ہے"۔

انہوں نے ٹیم کو یہ بھی بتایا کہ ملزم اور مقتول کے مابین وقوعہ سے پہلے کسی قسم کا کوئی تنازعہ یا لڑائی نہیں ہوئی تھی۔ ملزم تین روز تک کالج سے غیر حاضر رہا تھا جس دوران وہ فیض آباد دھرنا میں شریک رہا تھا۔ جب وہ واپس کالج آیا تو کالج پرنسپل نے اسے کہا کہ "وہ اپنا وقت تعلیم کو دینے کی بجائے بے کار سرگرمیوں میں ضائع کیوں کر رہا ہے"، تو ملزم نے جواباً کہا کہ "کالج پرنسپل نے یہ بات کہہ کر توہین عدالت کی ہے" اور بعدازاں اسے قتل کر دیا۔

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس (ڈی ایس پی) سرکل مسٹر انعام جان

ڈی ایس پی کے بقول، سریر احمد کا قتل بنیاد پرستی کا نتیجہ ہے۔ وقوعہ سے ایک ہفتہ قبل ملزم فہیم شاہ کالج سے غیر حاضر رہا تھا اور جب کالج پرنسپل سریر احمد نے اس کی غیر حاضری کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ وہ فیض آباد دھرنے میں شریک رہا تھا جس کے باعث وہ ان دنوں کالج نہیں آیا جس پر پرنسپل نے نے اس کی سرزنش کی اور کہا کہ اسے اپنا قیمتی وقت بے فائدہ سرگرمیوں کی بجائے تعلیم پر صرف کرنا چاہیے۔ جس پر فہیم شاہ مشتعل ہوگیا اور پرنسپل سے تلخ کلامی کی۔ اس نے سریر احمد پر توہین رسالت کا الزام عائد کر دیا اور تقریباً ایک ہفتہ بعد کالج آ کر انہیں قتل کر دیا۔ ڈی ایس پی نے مزید بتایا کہ ملزم کو اپنے اقدام پر فخر تھا۔ ڈی ایس پی کا یہ بھی کہنا تھا کہ ملزم نے عدالت کے سامنے بھی اعتراف جرم کیا تھا۔ ان کے بقول، مقتول گاؤں کی ختم نبوت کمیٹی کے سرگرم کارکن تھے اور ان پر توہین عدالت کا الزام سراسر جھوٹا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ پولیس کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ سریر احمد کا قتل فہیم شاہ کا ذاتی فعل تھا اور اس میں کسی اور فرد کا کوئی کردار نہیں ہے۔ پولیس کے سامنے فہیم شاہ نے خود اعتراف کیا تھا کہ یہ اس کا ذاتی اقدام تھا اور کوئی شخص ملوث نہیں تھا۔ ڈی ایس ڈی نے مزید بتایا کہ ملزم کی ذہنی صحت کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس نے یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ اسے خواب میں سریر احمد کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ ڈی ایس پی نے یہ بھی کہا کہ ملزم پر پولیس نے حراست کے دوران تشدد بھی کیا تھا۔ ڈی ایس پی نے کہا کہ وقوعہ کا فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں تاہم ملزم فہیم شاہ چند مذہبی، سیاسی جماعتوں سے وابستہ ضرور تھا۔ ڈی ایس پی کا کہنا تھا کہ وہ مقامی بااثر مذہبی شخصیت اور ان کے ساتھ وابستہ دیگر افراد کی سرگرمیوں پر نظر رکھے ہوئے اور اس بات کا جائزہ لے رہے ہیں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ مسجد میں ان کے خطابات نے فہیم شاہ کو یہ انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کیا ہو۔ مگر فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کو اس بات کے شواہد نہیں ملے کہ پولیس نے مذکورہ مذہبی شخصیت سے واقعے کے حوالے سے پوچھ گچھ کی ہو۔ ڈی ایس پی کا یہ بھی کہنا تھا کہ ملزم کو کسی کی پشت پناہی حاصل نہیں ہے۔

اسلامیہ کالج شبقدر کے سربراہ محترم امجد نے فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کو بتایا کہ مقتول سریر احمدان کے قریبی دوست تھے اور وہ تحصیل شبقدر کے گاؤں مٹہ مغل خیل کے رہائشی تھے۔ مسٹرامجد نے بتایا کہ سریر احمد نے اسلامیات، عربی، پشتو اور شعبہ تعلیم میں ماسٹر کیا ہوا تھا اور مزید یہ کہ وہ حافظ قرآن بھی تھے۔ وہ مقامی سطح پر مذہبی وسماجی سرگرمیوں میں بھی سرگرم عمل رہتے تھے۔ مقتول ایک مذہبی تنظیم ختم نبوت کمیٹی کے سرگرم کارکن بھی تھے۔ وقوعے کے بارے میں بتاتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ وہ اس وقت کالج میں لڑکیوں کے سیکشن میں شعبہ اردو کی طالبات کو پڑھا رہے تھے جب انہیں فائرنگ کی آواز سنائی دی۔

تحقیقاتی افسر انسپکٹر سردار حسن کا بیان

انہوں نے بتایا کہ تحقیقات کے دوران وہ صرف تین گواہوں کے بیانات قلمبند کر سکے تھے۔ ان کے بقول زیادہ تر لوگ خوف کے مارے گواہی دینے کو تیار نہیں۔ ان کے مطابق ملزم نے اعتراف جرم کیا ہے اور اپنے اقبالی بیان میں کہا کہ مقتول سریر احمد نے فیض آباد دھرنے میں اس کی شمولیت کو بے کار سرگرمی قرار دے کر توہین رسالت کا ارتکاب کیا تھا جس وجہ سے اس نے سریر احمد کو قتل کیا۔

مقتول کی بیوی محترمہ ثمینہ کا بیان

مقتول سریر احمد کی بیوہ محترمہ ثمینہ نے فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کو بتایا کہ ان کے خاوند نے فہیم شاہ کے ساتھ اپنے جھگڑے یا تلخ کلامی کے حوالے سے اس کے ساتھ کوئی بات نہیں کی تھی۔ یہ واقعہ اچانک رونما ہوا۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ ان کے خاوند ختم نبوت پر مکمل یقین رکھتے تھے اور توہین رسالت کے بارے میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ محترمہ ثمینہ نے مزید کہا کہ اس کے خاوند کی موت سے انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ ان کی تین کمسن بیٹیاں ہیں اور سریر احمد گھر کا واحد کفیل تھا، ان کی موت سے دیگر مشکلات کے علاوہ ان کا گھرانہ شدید مالی مشکلات کا شکار بھی ہوگا۔

مقتول کی بہن کا بیان

سریر احمد کی بہن بیوہ ہیں۔ انہوں نے ٹیم کو بتایا کہ ان کے چھ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور ان کی تمام مالی ضروریات سریر احمد پورا کرتے تھے۔ ان کے قتل سے وہ شدید پریشان ہیں۔

ٹیم کی سریر احمد کے بھتیجے سے ملاقات

مقتول کے بھتیجے انیس احمد کا کہنا ہے کہ سریر احمد پر توہین رسالت کا الزام سراسر بے بنیاد تھا۔ وہ حافظ قرآن اور عاشق رسولؐ تھے اور مقامی لوگوں کی فلاح و بہبود میں پیش پیش رہتے تھے۔ ان کا شعبہ تعلیم میں تدریس کا ایک عشرے کا تجربہ تھا۔ وہ گورنمنٹ کالج شبقدر میں بھی اسلامیات کا مضمون پڑھاتے رہے ہیں۔

ٹیم کی مقتول کے والد زمان خان سے ملاقات

ایچ آر سی پی کی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے سریر احمد کے والد زمان خان سے ملاقات کی جنہوں نے ٹیم کو بتایا کہ سریر احمد کے قتل سے قبل انہیں نامعلوم افراد کی طرف سے فون کالز موصول ہوئیں جنہوں نے 20 لاکھ روپے بھتہ طلب کیا۔ وہ لوگ خود کو طالبان کے کارندے بتا رہے تھے۔ سریر احمد نے ان کو کہا کہ وہ ایک نجی سکول میں استاد ہیں اور اتنی بڑی رقم ادا نہیں کر سکتے۔ بعدازاں انہوں نے پولیس سے رجوع کیا اور بھتے کی کالز کی شکایات درج کروائی جس کے بعد ان لوگوں نے کال کرنے کا سلسلہ بند کر دیا۔

زمان خان نے بتایا کہ وہ ایک سکول میں چوکیدار ہیں اور ان کا بیٹا ٹیچر تھا۔ ان کا بیٹا ایک انتہائی اچھا انسان تھا۔ وہ توہین رسالت کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ مزید کہا کہ وہ غریب لوگ ہیں جبکہ ملزم اثر ورسوخ کے حامل ہیں۔ ان کے کئی لوگ محکمہ پولیس میں تعینات ہیں اور تحقیقات پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ زمان خان کا مطالبہ تھا کہ انہیں انصاف چاہیے۔

ملزم کے چچا مہربان شاہ کا بیان

ملزم کے چچا سے ٹیلیفونک گفتگو ہوئی جس میں انہوں نے وقوعے پر افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ ملزم کے اس اقدام کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور اس کی کسی قسم کی حمایت نہیں کر رہے۔

ٹیم کی ملزم فہیم شاہ سے جیل میں ملاقات

فہیم شاہ نے کہا کہ اس کا سریر احمد کے قتل میں کسی قسم کا کردار نہیں۔ جب یہ واقعہ پیش آیا تو وہ کالج میں تھا اور اسے پکڑ کر پولیس سٹیشن منتقل کر دیا گیا جہاں اس پر تشدد کر کے اعتراف جرم کروایا گیا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ سریر احمد کو جانتا تک نہیں تھا۔ اس نے مزید کہا کہ جب اسے عدالت لایا گیا تو اس کو لگا کہ یہ کسی پولیس افسر کا دفتر ہے جس کے باعث اس نے خوفزدہ ہو کر عدالت میں اعترافی بیان قلمبند کروا دیا۔ اس کے بقول، اس نے فیض آباد دھرنے میں شرکت بھی نہیں کی تھی۔ فہیم شاہ نے کہا کہ سریر احمد نے کبھی طالبعلموں کو غیر حاضری کی سزا نہیں دی تھی اور نہ ہی سکول میں حاضری چیک کرنے کا کوئی طریقہ کار وضع تھا۔ ملزم کا مزید کہنا تھا کہ ماضی میں ایک بار اس کا سریر احمد سے جھگڑا ہوا تھا مگر بعدازاں دونوں کے درمیان مصالحت ہو گئی تھی۔

فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کے مشاہدات

☆ ملزم کے علاوہ دیگر تمام متعلقہ فریقین جن سے ٹیم کی ملاقات ہوئی یا ٹیلیفون پر بات چیت ہوئی، ان کا کہنا تھا کہ سریر احمد کا قتل ملزم فہیم شاہ نے کیا تھا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فہیم شاہ کا فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کو دیا گیا بیان جھوٹ پر مبنی ہو سکتا ہے۔

☆ مقتول کے اہل خانہ شدید ذہنی دباؤ اور پریشانی کا شکار تھے۔ انہیں مقدمے کی تحقیقات پر ملزم کے بااثر رشتہ داروں کی طرف سے دباؤ پڑنے کا خدشہ تھا۔ علاوہ ازیں، انہیں گھر کے واحد کفیل کی موت کے باعث شدید مالی پریشانیوں کا شکار ہونے کا خوف بھی لاحق تھا۔

☆ ملزم کو پولیس کی حراست میں تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا جس کا اعتراف خود ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بھی کیا تھا۔

☆ اہل علاقہ سریر احمد کے قتل پر انتہائی غمزدہ تھے اور ان کے بقول مقتول کو توہین مذہب کے جھوٹے الزام میں قتل کیا گیا ہے۔

☆ ملزم کی مختلف مذہبی تنظیموں سے وابستگی اور بعض مقامی مذہبی شخصیات کی تقریروں کے زیر اثر ہونے کے باعث سریر احمد کے قتل میں دیگر عناصر کے کردار کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا۔

☆ پولیس کی تحقیقات کا دائرہ کار صرف اور صرف فہیم شاہ تک محدود تھا اور پولیس دیگر ممکنہ عناصر کی چھان بین کے حوالے سے کوئی کارروائی نہیں کر رہے تھی۔

(ایچ آر سی پی، پشاور دفتر)

جرائم کے خلاف عدم برداشت ناگزیر

قصور کی معصوم زینب کے قتل کا معمہ بظاہر حل ہوگیا۔ قاتل کو گرفتار کرلیا گیا ہے، جس کا نام عمران ہے۔ اس کی گرفتاری قانون نافذ کرنیوالے اداروں کی مشترکہ کارروائی کے نتیجہ میں عمل میں آئی ہے۔ اس بات کا اعلان وزیر اعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف نے منگل کی شب ایک پریس کانفرنس میں کیا۔ ماڈل ٹاؤن میں ہونے والی اس پریس کانفرنس میں مقتولہ بچی کے والد حاجی امین انصاری سمیت ریاستی اداروں، کابینہ کمیٹی، انٹیلی جنس ایجنسیوں، پنجاب فرانزک لیب، پولی گرافک ٹیسٹ ماہرین، نادرا اور دیگر محکموں کے سینئر حکام بھی موجود تھے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ زینب قتل کیس میں پیش رفت جہاں امید افزا ثابت ہوئی ہے وہاں طرز حکمرانی میں اشرافیائی رویوں، جرائم کے واقعات سے مسلسل لاتعلقی، جوابدہی کے عمل سے ماورا ہونے کے میکنزم کی بات بھی نکلی ہے، پولیس کی غفلت اور مقدمات کے چالان و پراسیکیوشن کے فرسودہ ڈھانچہ کے مضمرات سے پیدا شدہ صورتحال خاصی تشویش ناک ہے۔ ملزم کا پکڑا جانا قانون نافذ کرنے والے اداروں کی فیس سیونگ کا قابل قدر حوالہ تو بن گیا مگر زینب قتل کیس سے پہلے اور بعد میں بھی معصوم بچیوں اور کم سن لڑکوں سے زیادتی قتل، خواتین پر جنسی تشدد، اغوا اور ڈکیتی کی سینکڑوں وارداتوں کی تفتیش و تحقیقات میں تساہل و لاپروائی کا سلسلہ جاری رہا ہے، اس میں ماہرین کے مطابق بہتر نظم و نسق کے فقدان کا بھی بڑا دخل ہے، اس لیے میڈیا یا عوامی حلقوں کی طرف سے قصور سانحہ کو خواب غفلت سے بیداری کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، مناسب حکمت عملی یہی ہونی چاہیے کہ لوہا گرم رہے۔

ایک طرف ملزم عمران کا مقدمہ انسداد دہشتگردی عدالت میں چلے اور دوسری جانب پولیس سسٹم کی مکمل تطہیر ہو، کالی بھیڑوں کو نکال باہر کیا جائے، ساتھ ہی جرائم کی روک تھام میں ناکام اور ناقص کارکردگی کے ذمے داروں کی جواب طلبی ہو، جوابدہی سے ماوراء نوکر شاہی کے حفظ مراتب پر نتیجہ خیز ضرب لگائی جائے تاکہ مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث مافیاؤں کی صفوں میں کھلبلی مچے، قتل و غارت کی صورتحال کا کوئی مداوا ہو سکے۔

وفاق پر بھی لازم ہے کہ تمام صوبائی حکومتوں اور ان کے قانون نافذ کرنے والے اداروں تک جرائم کے ملک گیر منظرنامہ کی مثبت اور عوامی امنگوں کے مطابق تبدیلی کا پیغام پہنچے، تمام وزرائے اعلیٰ جرائم پیشہ عناصر اور ان کے نیٹ ورکس کے مکمل خاتمہ کے لیے ایک پیج پر آ جائیں، صوبائی حکومتیں مصلحت کی چادریں ہٹالیں، پولیس فورس کو جاگیردارانہ اور وڈیرہ شاہی کے چنگل سے آزاد کیا جائے۔

آئی جی صاحبان سیاسی دباؤ کو خاطر میں لائے بغیر امن وامان کے ہدف کو بروئے کار لائیں، بے ضابطگی، بدعنوانی، جعلی پولیس مقابلوں اور کرپشن میں چاہے اعلیٰ پولیس افسر، سیاست دان، بااثر شخصیات یا عادی مجرم اور سرکاری افسران ملوث ہوں، کسی کو بھی نہ بخشا جائے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کے مطابق 14 دن کی شبانہ روز محنت، مشترکہ تحقیقاتی ٹیم، پنجاب فرانزک سائنس ایجنسی، اور انٹیلی جنس اداروں کی دن رات کی محنت اور انتھک کاوشوں کی بدولت یہ بڑی کامیابی ملی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ میں اس درندہ صفت کی گرفتاری پر پوری کابینہ کمیٹی، سیاسی رفقاء ، تمام اداروں کا شکر گزار ہوں، آرمی چیف، ڈی جی آئی ایس آئی، ڈی جی فرانزک لیب کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے اس کیس کو حل کرنے میں بھرپور مدد اور تعاون فراہم کیا۔

انھوں نے کہا کہ ملزم کی گرفتاری کے لیے فرانزک لیب میں 1150 ڈی این اے کی جانچ پڑتال ہوئی اور درندہ صفت کا ڈی این اے سو فیصد میچ کر گیا۔ اس کا پولی گرافک ٹیسٹ بھی ہوا جس میں اس نے اپنی تمام درندگیوں اور سیاہ کاریوں کا اعتراف کرلیا ہے۔ انھوں نے ڈی جی فرانزک سائنس ایجنسی اور نادرا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ فرانزک ایجنسی نہ ہوتی تو شائد ہمیں کامیابی نہ ملتی۔

وزیر اعلیٰ نے مردان کی عاصمہ کے قاتلوں تک پہنچنے کے لیے کے پی کے حکومت کے ساتھ ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ میڈیا کے مطابق ابتدائی رپورٹ کی روشنی میں تمام واقعات میں ایک ہی ملزم ملوث ہے، اس کے لیے دیگر بچیوں کے ڈی این اے ٹیسٹ درکار ہیں۔

اب ضرورت بنیادی اصلاحات کی ہے تاکہ شفافیت صوبائی حکومتوں اور وفاقی اداروں کی رگوں میں سرایت کرے اور ایک نیا انتظامی کلچر مرعوبیت سے بالاتر رہتے ہوئے ریاستی اداروں کو تقویت پہنچائے، جس میں عدلیہ عام شہریوں کو فوری اور سستا انصاف دے، مجرم قانون شکنی سے تائب ہوں، ایسا اسی وقت ہوسکتا ہے جب قانون میں تاخیر کا کوئی شائبہ نہ ہو، کیونکہ انصاف میں تاخیر انصاف سے انکار ہے۔ ججز جرائم کے مقدمات میں برداشت کا معیار قائم کریں، وہ سیاسی مقدمات کے سیل رواں کو روک کر زیرالتوا لاکھوں مقدمات کے جلد فیصلے سنا کر خلق خدا کو آسودہ حال کر سکتے ہیں۔

بلاشبہ زینب قتل کیس نے کئی اہم سوالات اٹھائے ہیں۔ یہ خود احتسابی کا لمحہ ہے، جرائم کی اندوہ ناک ملکی صورتحال کے پلوں کے نیچے سے بہت سارا پانی بہہ چکا ہے، اب وقت عمل اور پولیس سمیت تمام قانون نافذ کرنے والے اداروں کی مربوط، منظم اور غیر متزلزل کاوشوں کی نتیجہ خیزی کا ہے، قبل اس کے کہ عوام اس زوال پذیر پولیس اور بیوروکریٹک سسٹم سے قطعی مایوس ہوجائیں، اہل اقتدار اس پیش رفت کو ضایع نہ کریں، زینب کیس آخری باب نہیں بلکہ ابتدائیہ ہے اس مشن کا جس کے لیے صوبائی حکومتوں کو ملک میں سیاسی استحکام، عوامی اطمینان، سماجی و معاشی مساوات کا بندوبست کرنا ناگزیر ہے۔ کوئی واقعہ آیندہ بھی رونما نہیں ہوگا، چنانچہ معصوم بچیوں کو بدطینت مردوں کی سفاکی و بربریت سے بچانے کے لیے پیش بندی کے طور پر امن اور احتساب کے لیے موثر میکنزم درکار ہے۔

قصور کے واقعہ سمیت دیگر دردناک المیوں نے سوچنے اور عمل کرنے کے کئی زاویے حکومت کے سامنے پیش کیے ہیں، تاہم قانون کی تحویل میں موجود ملزم کی گرفتاری کو جشن منانے کا ذریعہ بنائے بغیر معاشرے کی اخلاقی، نفسیاتی اور مریضانہ کیفیت کے اسباب تلاش کیے جائیں۔

سیریل کلرز کسی بھی معاشرے کی سماجی ٹوٹ پھوٹ کا شرم ناک حوالہ ہیں، ایسے قاتل اپنے کمزور شکار کو انسانی سطح سے خود کو گرا کر مارتے ہیں اور پھر عدالت سے اپنی موت کی سزا سننے سے پہلے مظلومیت اور اپنے بچپن کی ذلتوں کی کہانیاں سناتے ہیں، مگر سیریل کلرز دوسرے انسان کی موت کو thrill سمجھتے ہیں، وہ خود کو بھی معاشرہ میں ٹریجڈی قرار دیتے ہیں، مگر حقیقت میں وہ انسانیت کے نام پر ایک دھبہ ہوتے ہیں۔ ملک جرمیات (Criminology) کی انتہائی پیچیدہ صورتحال سے دوچار ہے، اس لیے جرائم پیشہ قوتوں کے خلاف فوری کارروائی ناگزیر ہے۔

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

ایڈیشنل سیشن جج کی سربراہی میں ’’جینڈر بیسڈ وائلنس سیل‘‘ تشکیل

لاہور چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ یاور علی کے حکم پر انویسٹی گیشن ہیڈکوارٹرز میں بچوں کے ساتھ زیادتی کی روک تھام اور اس میں ملوث ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے ’’جینڈر بیسڈ وائلنس سیل‘‘ کے نام پر سیل تشکیل دے دیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق قلعہ گجر سنگھ انویسٹی گیشن ہیڈکوارٹرز میں ایڈیشنل اینڈ سیشن جج رحمت علی کی سربراہی میں بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی اور اس میں ملوث ملزمان کو قانون کی گرفت میں لانے کے لیے ایک نیا سیل تشکیل دینے کے لیے ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں ایڈیشنل اینڈ سیشن جج رحمت علی، ایس پی سی آر او عبدالرحیم شیرازی، ڈی ایس پی لیگل ناصر عباس پنچوتہ اور انویسٹی گیشن ونگ کے تفتیشی افسران نے شرکت کی۔ اجلاس میں ’’جینڈر بیسڈ وائلنس سیل‘‘ کے بنائے گئے نئے سیل کے بارے میں بریفنگ دی گئی۔ اس سیل کا مقصد معصوم بچوں کے ساتھ ہونیوالی جنسی زیادتی کا شکار ہونے والے بچوں کو تحفظ فراہم کرنا اور جنسی مقدمات میں ملوث ملزمان کی جدید خطوط پر تفتیش کر کے مقدمات کو بروقت چالان کر کے انہیں قرار واقعی سزائیں دلوانا ہے۔ اس سیل میں 12 انسپکٹر کئے گئے ہیں اور ہر ڈویژن میں ایک سب انسپکٹر میل، ایک سب انسپکٹر فی میل، ایک لیڈی ہیڈ کانسٹیبل اور 2 لیڈی کانسٹیبل تعینات کی گئی ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جنسی مقدمات سے متعلق مختلف اوقات کار میں تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے گا اور ان کی سربراہی جج صاحبان کیا کریں گے۔

(بشکریہ ڈان)

سزائے موت کے قیدی کی تعلیم کے حصول کیلئے اجازت کی اپیل

پشاور قتل کے مقدمے میں سزا موت پانے والے نوشہرہ کے رہائشی طالب علم سجاد احمد نے ہائی کورٹ سے مزید تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دینے کی اپیل کی ہے۔ سینئر وکیل خورشید خان ایڈووکیٹ کی وساطت سے دائر رٹ میں ہائیکورٹ سے اپیل کی گئی ہے کہ سجاد احمد تعلیم یافتہ نوجوان ہے جو قتل کیس میں ملوث ہونے کی وجہ سے میڈیکل کی تعلیم مکمل نہ کرسکا۔ تاہم اس نے جیل میں رہتے ہوئے ڈبل ایم اے کرلیا ہے اور کہا کہ وہ وکالت کر کے ایک مفید شہری کی طرح زندگی بسر کرنا چاہتا ہے، لہذا اس کو صوبہ کے کسی بھی لاء کالج میں داخلہ لینے کی اجازت دی جائے۔ (روزنامہ ایکسپریس)

پانچ افراد نے پڑوسی کا کان کاٹ دیا

پشاور 6 جنوری 2018 کو تھانہ پہاڑی پورہ کے علاقہ یوسف آباد میں تکرار پر 5 افراد نے ملک پڑوسی کا کان کاٹ ڈالا۔ عالم شیر آفریدی ایڈووکیٹ نے پولیس کو بتایا کہ اس کے بھائی طارق محمود کی پڑوسیوں کے ساتھ کسی بات پر تکرار ہوئی جس کے بعد بات گالم گلوچ تک پہنچ گئی، جس پر پڑوسیوں نے اس کے بھائی کا کان کاٹ دیا، جسے لیڈی ریڈنگ ہسپتال منتقل کردیا گیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کردی۔

(روزنامہ ایکسپریس)

ورکرو یلفیئر بورڈ کا تنخواہوں کی عدم ادائیگی کے خلاف مظاہرہ

پشاور 15 جنوری کو ورکرو یلفیئر بورڈ ملازمین نے تنخواہوں کی عدم ادائیگی کے خلاف جناح پارک پشاور کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے احتجاج کے دوران حکومت کے خلاف نعرہ بازی بھی کی۔ صوبے بھر سے آئے ہوئے ملازمین نے جناح پارک سے خیبر پختونخوا اسمبلی تک ریلی نکالی۔ اس موقع پر احتجاج میں خواتین کی بھی بڑی تعداد شریک تھی۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ انہیں پچھلے تین ماہ کی تنخواہیں ابھی تک نہیں ملیں جس کی وجہ سے وہ فاقوں پر مجبور ہوگئے ہیں، اور ملازمین کو فوری طور پر پروموشن بھی دی جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ گھروں کے چولہے اور اپنے بچوں کیلئے ٹرانسپورٹ، سکول یونیفارم، اور کتابیں خریدنے کیلئے بروقت ادائیگی کی جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ صوبائی حکومت ہمارے مسائل حل کرنے میں سنجیدہ نہیں، لہٰذا جب تک ان کے مطالبات منظور نہیں کئے جاتے، احتجاج جاری رہے گا۔ مظاہرین نے احتجاج کے دوران خیبر روڈ کو بھی بلاک کردیا جس سے ٹریفک کا نظام متاثر ہوا۔ تاہم پولیس کی مداخلت پر روڈ کو جلد کھول دیا گیا۔

(روزنامہ آج)

زہر آلود پانی سے زرعی اراضی تباہ

خیبر ایجنسی 5 جنوری 2018 کو ملک کے دیگر حصوں کی طرح قبائلی علاقوں میں بھی زرعی زمینیں تباہ ہورہی ہیں۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ خیبر ایجنسی کی سب تحصیل ملاگوری میں ماربل فیکٹریوں کی زہر آلودہ پانی کی وجہ سے سینکڑوں جریب زمین پر کئی سالوں سے کوئی فصل اگ نہ سکی۔ علاقہ مکینوں کا کہنا ہے کہ سب تحصیل ملاگوری میں پانچ سو ماربل فیکٹریاں ہیں، جس کے زہر آلود پانی سے ان کی سینکڑوں جریب زمین تباہ ہوگئی ہے۔ بار بار کاشت کرنے کے بعد بھی زمین پر کوئی فصل نہیں اگتی۔ میڈیا کے نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے خان ملاگوری اور یونس ملاگوری نے کہ بار بار ملاگوری انتظامیہ کے نوٹس میں لانے کے باوجود تاحال کسی قسم کا ایکشن نہیں لیا جاسکا۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ کارخانوں سے نکلنے والے پانی نے تالابی شکل اختیار کرلی ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

غیرت کے نام پر خاتون سمیت 2 افراد قتل

ہنگو 29 دسمبر 2017 کو تحصیل ٹل کے علاقہ درسمند میں غیرت کے نام پر ایک خاتون سمیت 2 افراد کو ناجائز تعلقات کے شبہ میں فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ پولیس نے واقعہ میں ملوث 3 ملزمان کو آلہ قتل سمیت گرفتار کرلیا۔ تحصیل ٹل کے علاقہ درسمند کے محلّہ اسلام آباد میں مسلح ملزمان نے فائرنگ کرتے ہوئے 2 افراد یونس خان اور ث بی بیز وجہ حکیم خان کو ناجائز تعلقات استوار کرنے کے شکر پر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ڈی ایس پی ٹل شوکت علی شاہ نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ رونما ہونے والا دوہرے قتل کا واقعہ غیرت کے نام پر قتل کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ واقعہ کی اطلاع ملتے ہی ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر ہنگو احسان اللہ خان کی خصوصی ہدایت پر پولیس نے جائے وقوعہ کا گھیراؤ کرتے ہوئے واقعہ میں ملوث ملزمان گلاب جان اور صاحب جان سمیت 3 ملزمان کو گرفتار کرلیا۔

(روزنامہ آج)

عورتیں

نوجوان لڑکی نے خودکشی کرلی

تورغر 20 جنوری کو یونین کونسل ہرنیل، تحصیل جدبا ضلع تورغر کے تھانہ جدبا کی حدود میں ایک نوجوان لڑکی نے زہر کھا کر خودکشی کرلی۔ مولانا بصیر کی بیٹی سعدیہ بی بی جس کی عمر 19 برس تھی، کا رشتہ طے ہوا تھا جس پر وہ ناخوش تھی۔ لڑکی کو علاج کے لیے بی ایچ یو جدبا لے جایا گیا مگر وہاں فوری طبی امداد نہ دی جاسکی۔ تھانہ جدبا پولیس کے مطابق انہیں واقعہ کے متعلق ابھی تک کوئی معلومات موصول نہیں ہوئی تھیں۔ (محمد زاہد)

خود کو آگ لگانے والی خاتون دم توڑ گئی

پشاور تھانہ کوتوالی میں خود پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگانے والی گھریلو ملازمہ اسلام آباد پولی کلینک ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی۔ تھانہ کے اندر خاتون کی خودکشی نے کئی سوالات کو جنم دیا ہے۔ ابتدائی تفتیش کے دوران بعض انکشافات نے کیس کا رخ ہی بدل دیا ہے۔ پولیس کے مطابق 2 جنوری کو سلمیٰ نامی خاتون نے مالک مکان کے ساتھ کپڑوں کے تنازعہ پر خود پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دی تھی جس کے نتیجے میں وہ بری طرح جھلس گئی تھی۔ زخمی خاتون کو فوری طور پر ایل آر ایچ پشاور منتقل کیا گیا جہاں سے اسے تشویشناک حالت میں پولی کلینک ہسپتال اسلام آباد منتقل کر دیا گیا تھا۔ پولیس کے مطابق خاتون کا تقریباً 98 فیصد جسم متاثر ہوا تھا جہاں وہ کچھ روز زیر علاج رہی اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی۔ پولیس کے مطابق ابتدائی تفتیش میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ خاتون گزشتہ 4 سال سے سلیم شاہ اور اس کی اہلیہ وحیدہ کے ساتھ رہائش پذیر تھی۔ پولیس کے مطابق جب متوفیہ کے خون کے نمونے حاصل کر کے لیبارٹری ارسال کئے گئے تو معلوم ہوا کہ جب اس نے خود کو آگ لگائی تو اس نے نشہ آور گولیاں کھائی ہوئی تھیں۔ پولیس نے پوسٹ مارٹم کے بعد نعش ورثاء کے حوالے کر دی ہے۔

(روزنامہ آج)

جیل ملازمہ کو ہراساں کرنے کے خلاف مظاہرہ

بنوں 20 جنوری کو بنوں کی مسیحی برادری نے سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل کی طرف سے خاتون ملازمہ عائشہ کی مبینہ جنسی ہراسگی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔ آئی جی جیل خانہ جات کو شکایت درج کرنے پر جیل سپرنٹنڈنٹ نے شوکاز نوٹس جاری کر دیا۔ بنوں کی مسیحی برادری نے بنوں سنٹرل جیل کے سپرنٹنڈنٹ سمیع اللہ خان کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔ خاتون ملازمہ عائشہ مسیح کہا کہ وہ میاں بیوی سنٹرل جیل بنوں میں عملہ صفائی کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔ گزشتہ دنوں سپرنٹنڈنٹ جیل سمیع اللہ خان نے اسے صفائی کیلئے بلایا اور اسے غیر اخلاقی کام کرنے کا کہا، انکار کرنے پر اسے مجھے جنسی ہراساں کیا۔ اس حوالے سے خاتون نے آئی جی جیل کو تحریری طور پر شکایت درج کرائی جس پر سپرنٹنڈنٹ جیل بنوں نے اسے جیل میں بند کر دیا اور پھر شوکاز نوٹس دیا کہ وہ ہماری ڈیوٹی سے مطمئن نہیں ہیں۔ آپ کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ میڈیا تک آواز پہنچانے پر مذکورہ آفیسر نے ہم میاں بیوی کو نوکری سے نکالنے کی بھی دھمکیاں دی ہیں۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ، وزیر جیل خانہ جات، آئی جی جیل خانہ جات اور دیگر متعلقہ حکام سے مطالبہ کیا کہ سپرنٹنڈنٹ جیل کے خلاف فوری طور پر کارروائی عمل میں لائی جائے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

عاصمہ کو قتل کرنے والے کو سعودی عرب سے پکڑنے کے لیے ریڈ وارنٹ جاری

پشاور خیبر پختونخوا کے جنوبی ضلع کوہاٹ میں حکام کا کہنا ہے کہ میڈیکل کالج کی طالبہ کے قتل میں مبینہ طور پر ملوث نامزد ملزم کو گرفتار کرلیا گیا ہے جبکہ سعودی عرب فرار ہونے والے مرکزی ملزم کی گرفتاری کیلیے ریڈ وارنٹ جاری کر دیا گیا ہے۔ کوہاٹ کے ضلعی پولیس سربراہ عباس مجید مروت نے بی بی سی کے نامہ نگار رفعت اللہ اورکزئی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ایوب میڈیکل کالج ایبٹ آباد میں ایم بی بی ایس کی تھرڈ ایئر کی طالبہ عاصمہ رانی کے قتل میں نامزد ملزم صادق آفریدی کو گرفتار کرلیا گیا ہے

(بشکریہ ڈان اردو)

شریفاں بی بی تشدد کیس، رپورٹ سینٹ کمیٹی کو ارسال

ڈیرہ اسماعیل خان ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ گرہ مٹ میں تشدد کا نشانہ بننے والی شریفاں بی بی کی سکیورٹی کیلئے ایف سی اور پولیس کے اہلکاروں کو تعینات کر دیا گیا۔ ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ گرہ مٹ میں سولہ سالہ لڑکی شریفاں بی بی کو برہنہ کر کے گلیوں میں گھمانے کے بارے میں رپورٹ سینٹ کمیٹی کو بھی ارسال کر دی گئی ہے۔ پولیس کی جانب سے ارسال کردہ رپورٹ کے مطابق شریفاں بی بی تشدد کیس میں اب تک 8 ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے

(روزنامہ آج)

انصاف فراہم کیا جائے، خاتون کی بچوں سمیت خودسوزی کی دھمکی

پشاور 6 جنوری 2018 کو پشاور تہکال کی رہائشی سعدیہ عزیز الحق نے وزیر اعظم پاکستان، آرمی چیف، وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا، گورنر خیبر پختونخوا اور کور کمانڈر پشاور سے انصاف اور مذکورہ خاندان سے تحفظ فراہم کرنے کی اپیل کی ہے۔ پشاور پریس کلب میں صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ 2003ء میں اس کی شادی عزیز الحق سے ہوئی تھی جبکہ اس کے دیورامین الحق، نور الحق اور فضل الحق نے انہیں بچوں سمیت گھر سے نکال دیا اور ان سے 2 مرلہ گھر کا حصہ اور 6 تولہ سونا چھین لیا۔ متاثرہ خاتون کا کہنا تھا کہ وہ تھانہ شاہین ٹاؤن میں ایف آئی آر درج کروانے گئیں تو مخالفین نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے الٹا ہم پر ہی پرچہ کٹوا دیا، جس کے خلاف ہم نے پشاور ہائی کورٹ میں کیس بھی دائر کیا ہوا ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ چند روز قبل اس کے دیوروں نے اسے اور اس کے چھوٹے بچوں پر تشدد کیا۔ انہوں نے پشاور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے اپیل کی کہ انہیں تحفظ اور انصاف فراہم کیا جائے، بصورت دیگر وہ اپنے بچوں سمیت خودسوزی کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

(روزنامہ مشرق)

تالیاں

حامد میر

صوفی شاعر بلھے شاہ کے شہر قصور میں زیادتی کے بعد قتل کی جانے والی سات سالہ معصوم زینب کے قاتل کی گرفتاری کا پوری قوم کو انتظار تھا لیکن اس گرفتاری کا جس انداز سے اعلان کیا گیا اس انداز پر بدھ کی صبح قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر سید خورشید احمد شاہ نے شدید تنقید کی۔ شاہ صاحب کا خیال تھا کہ وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے زینب کے دکھی والد کو اپنے ساتھ بٹھا کر ان کی بیٹی کے قاتل کی گرفتاری کا اعلان کیا اور پھر تالیاں بجوانا شروع کردیں۔ قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر نے مطالبہ کیا کہ شہباز شریف نے تالیاں بجا کر قوم کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے لہٰذا انہیں قوم سے معافی مانگنی چاہئے۔ شاہ صاحب کی دھواں دھار تقریر سننے کے بعد اس ناچیز نے معلوم کرنا شروع کیا کہ منگل کی شب وزیراعلیٰ پنجاب کی پریس کانفرنس میں تالیاں کس نے بجانی شروع کی تھیں؟ وزیراعلیٰ کے اسٹاف نے میرے سوال کے جواب میں لاعلمی ظاہر کی۔ حکومتِ پنجاب کے ترجمان ملک محمد احمد خان سے رابطہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ جب زینب کے قاتل کی گرفتاری کا اعلان ہوا تو وہاں موجود جے آئی ٹی کے ارکان اور پولیس افسران نے فرطِ مسرت سے تالیاں بجادیں جس پر وزیراعلیٰ بھی تالیاں بجانے والوں میں شامل ہوگئے۔ اب ایک نیا سوال پیدا ہوا اور وہ یہ کہ جے آئی ٹی کے ارکان سمیت تمام پولیس افسران کو پہلے سے پتا تھا کہ زینب کا قاتل عمران علی گرفتار ہوچکا ہے، ان کے لئے یہ کوئی نئی خبر نہیں تھی، تو انہیں کس بات کی مسرت ہوئی؟ کہیں وہ تالیاں بجا کر وزیراعلیٰ کی خوشامد تو نہیں کررہے تھے؟ پنجاب پولیس کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا تو موصوف نے ندامت بھرے لہجے میں ایک نئی کہانی سنادی۔ انہوں نے بتایا کہ زینب کے قاتل کو جے آئی ٹی نے گرفتار نہیں کیا بلکہ جے آئی ٹی نے اسے گرفتار کرکے چھوڑ دیا تھا کیونکہ ملزم باریش تھا اور نعتیں پڑھتا تھا۔ اس نے مکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مرگی کے دورے کی اداکاری کی، جس پر اسے چھوڑ دیا گیا۔ اس دوران اسپیشل برانچ قصور کے ایک سب انسپکٹر نے عمران علی کی نگرانی جاری رکھی۔ اس سب انسپکٹر کو پتا چلا کہ عمران علی کچھ دیگر بچیوں کے ساتھ زیادتی کی کوشش کرچکا ہے۔ اس سب انسپکٹر نے 22 جنوری 2018 کو اپنی تحریری رپورٹ میں کہا کہ عمران علی کا ڈی این اے کرانا ضروری ہے۔ اسی دن عمران علی کو حراست میں لیا گیا اور جے آئی ٹی کے حوالے کردیا گیا۔ ڈی این اے ٹیسٹ ہوا تو رزلٹ مثبت آگیا اور یوں اسپیشل برانچ قصور کے ایک سب انسپکٹر کی محنت رنگ لے آئی۔ جس دن ڈی این اے کا رزلٹ آیا اسی رات وزیراعلیٰ پنجاب نے پریس کانفرنس میں عمران علی کی گرفتاری کا اعلان کردیا لیکن گرفتاری کا کریڈیٹ جے آئی ٹی کو دینا ناانصافی ہے۔ عمران علی کو گرفتار کرنیوالے سب انسپکٹر کی رپورٹ پنجاب پولیس کے ریکارڈ کا حصہ ہے لیکن افسوس کہ اس کا ذکر کرنے کے بجائے پولیس افسران نے اپنے لئے خود ہی تالیاں بجادیں۔

یہ کہانی سن کر میں نے پولیس افسر سے پوچھا کہ کیا تالیاں بجانے کا آغاز پولیس افسران نے کیا تھا؟ جواب ملا کہ نہیں تالیاں بجانے کا آغاز وزیراعلیٰ کے سامنے بیٹھے ہوئے صحافیوں نے کیا تھا۔ یہ سن کر مجھے ایک جھٹکا لگا اور میں نے فون بند کردیا۔ اگلے چند لمحوں میں دو ایسے صحافیوں سے میری بات ہوچکی تھی جو وزیراعلیٰ کی پریس کانفرنس میں موجود تھے۔ ان صحافیوں نے اندر کی خبر دیتے ہوئے بتایا کہ وزیراعلیٰ کی پریس کانفرنس کے دوران تالیاں بجانے کا آغاز تین صحافیوں نے کیا تھا، پھر ان تالیوں میں کچھ پولیس افسران شامل ہوئے اور آخر میں شہباز شریف بھی جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور

> قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر نے مطالبہ کیا کہ شہباز شریف نے تالیاں بجا کر قوم کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے لہٰذا انہیں قوم سے معافی مانگنی چاہئے۔

انہوں نے زینب کے دکھی والد کی اپنے پہلو میں موجودگی کو بھول کر تالیاں بجانا شروع کردیں۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ 23 جنوری کی شب وزیراعلیٰ پنجاب کی پریس کانفرنس میں تالیاں بجانے والوں کے بارے میں بھی ایک جے آئی ٹی قائم کی جائے اور جس نے سب سے پہلے تالی بجائی اسے کہا جائے کہ وہ قوم سے معافی مانگے؟ تالیاں بجانے سے زیادہ اہم معاملہ یہ ہے کہ زینب کے قاتل کو کس نے گرفتار کیا؟ جے آئی ٹی نے یا اسپیشل برانچ پنجاب کے سب انسپکٹر نے؟ حکومتِ پنجاب نے زینب کے قاتل کی گرفتاری پر ایک کروڑ روپے کے انعام کا اعلان کررکھا تھا؟ یہ انعام کس کو ملے گا؟

زینب کے قاتل کی گرفتاری کے بعد یہ بحث بھی شروع ہوگئی ہے کہ عمران علی کے خلاف مقدمہ عام سول عدالت میں چلایا جائے یا فوجی عدالت میں چلایا جائے؟ اس بحث میں شامل لوگوں کی اکثریت کا مطالبہ ہے کہ زینب کے قاتل کو سرعام پھانسی دی جائے لیکن کچھ لبرل خواتین وحضرات پھانسی کی سزا کے خلاف ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ معاشرے سے جرائم کو ختم کرنے کے لئے پھانسیوں کی نہیں بلکہ قانون کی بالادستی قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ زینب کے قاتل کو پھانسی کی سزا دینے کے حامیوں کا کہنا ہے کہ جب سابق گورنر سلمان تاثیر کے قاتل ممتاز قادری کو پھانسی دی گئی تو پھانسی کی سزا کے مخالفین خاموش کیوں بیٹھے رہے؟ زینب کے قاتل کو پھانسی کی سزا نہ دینے کا مطالبہ اس قسم کے شیطان صفت افراد کی حوصلہ افزائی کے مترادف تو نہیں؟ حیرانی کی بات تو یہ ہے کہ زینب کے قاتل کو پھانسی کی سزا نہ دینے کی بات کرنے والوں میں پیپلز پارٹی کے کچھ رہنما بھی شامل ہیں۔ انہیں اپنی رائے کے اظہار کا پورا حق حاصل ہے لیکن سمجھ نہیں آتی کہ شہباز شریف کی تالیاں انہیں بہت بری لگتی ہیں لیکن جعلی پولیس مقابلوں کے لئے بدنام پولیس افسر راؤ انوار کی سرپرستی کے الزام پر ان لبرل اور جمہوریت پسند دوستوں کو ذرا شرم نہیں آتی۔ کون نہیں جانتا کہ راؤ انوار آج سے نہیں سال ہا سال سے جعلی پولیس مقابلوں کے الزامات کا سامنا کررہا ہے اور 2008 کے بعد سے وہ کراچی میں ایس ایس پی بن کر بیٹھا ہوا تھا تو اس کی وجہ صرف اور صرف پیپلز پارٹی کی سرپرستی نہیں بلکہ کچھ طاقتور اداروں کی تھپکی بھی تھی۔ 2015 میں راؤ انوار نے آئی جی سندھ سے پوچھے بغیر ایک پریس کانفرنس کی اور متحدہ قومی موومنٹ پر ملک دشمنی کے الزامات لگائے۔ آئی جی سندھ کو ایم کیو ایم پر لگائے جانے والے الزامات پر کوئی اعتراض نہیں تھا انہیں یہ اعتراض ہوا کہ سندھ پولیس کے ایک ایس ایس پی نے اپنے آئی جی سے پوچھے بغیر پریس کانفرنس کیوں کی؟ راؤ انوار کو معطل کردیا گیا اور وزیراعلیٰ سندھ قائم علی شاہ نے آئی جی کے فیصلے کی حمایت کی لیکن پھر یہ ہوا کہ جنرل ریٹائرڈ راحیل شریف نے جذبہ حب الوطنی کے نام پر راؤ انوار کی سفارش کی اور انہیں بحال کردیا گیا۔ کیا سید خورشید احمد شاہ ان سب کے لئے تالیاں بجانا پسند کریں گے جو ماضی میں راؤ انوار کی سرپرستی کرتے رہے اور ان کے جعلی پولیس مقابلوں پر انہیں داد دیتے رہے؟

جب سے راؤ انوار پر نقیب اللہ محسود کو جعلی پولیس مقابلے میں قتل کرنے کا الزام لگا ہے۔ تحریکِ انصاف راؤ انوار کی مذمت میں بہت آگے آگے ہے۔ یہ وہی تحریکِ انصاف ہے جس نے 2015 میں راؤ انوار کی معطلی کے بعد ان کے حق میں مظاہرے کئے تھے۔ تحریکِ انصاف اتنے یوٹرن نہ لے کہ بچہ بچہ اس کے لئے تالیاں بجانے اور آوازیں لگانے پر مجبور ہوجائے۔ چند دن پہلے وزیراعظم شاہد خاقان عباسی سے ہماری طویل آف دی ریکارڈ ملاقات ہوئی جس میں انہیں یقین تھا کہ سینیٹ اور قومی اسمبلی کے انتخابات اپنے وقت پر ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک نواز شریف نہیں کہیں گے وہ قومی اسمبلی نہیں توڑیں گے۔ مطلب یہ کہ وہ پاکستان میں صرف اس شخص کو معتبر سمجھتے ہیں جسے سپریم کورٹ نے نااہل قرار دیا۔ عباسی صاحب کی گفتگو سے تاثر ملا کہ نیب ان کے خلاف بھی مقدمے بنا رہی ہے لیکن وہ نواز شریف کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ وہ دوبارہ جیل جانے کے لئے تیار ہیں۔ کیا آپ ان کے لئے کچھ تالیاں بجانا پسند کریں گے؟

(بشکریہ جنگ)

جنسی بے راہ روی کے اسباب

نگہت لغاری

پچھلے ایک ماہ سے بچیوں، بچوں اور شادی شدہ خواتین کے ساتھ جنسی تشدد کے مسلسل واقعات نے حیرت اور دکھ کے سمندر میں ڈال دیا ہے۔ میڈیا نے پوری چیخ دھاڑ کے ساتھ ان واقعات کو اجاگر کیا ہے۔ صحافیوں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ حساس لوگوں نے بہت ہمدردانہ جذبات کا اظہار کیا ہے مگر وہ صرف واقعات کی تصویر اور تفصیل تھی جو وقوع پذیر ہوئے۔ میں نے آج ایک حساس لکھاری، ایک حساس ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے ان واقعات پر بہت دیر تک غور وخوض کیا جو میں قارئین کے سامنے رکھ رہی ہوں۔ شاید میرا غور وخوض ہمیں کسی صحیح سمت کی نشاندہی کرے۔

آج سے دو تین سال قبل میں نے ایک خبر پڑھی تھی کہ کچھ پڑھے لکھے چند نوجوانوں نے ایک سولہ سالہ لڑکی کو اغواء کیا اور پھر گینگ ریپ کے بعد اسی کے خون سے اس کے ماتھے پر ایک لفظ لکھا "Satisfaction" (اطمینان)۔ میں نے اسی وقت انگریزی اخبار میں ایک کالم لکھا تھا جس کا عنوان تھا "A Stamp of Satisfaction" (اطمینان کی مہر)۔ اس کالم میں میں نے اس خبر کے علاوہ دو، چار اور خبریں بھی لکھیں۔ ایک اور خبر یہ بھی تھی کہ ایک امیر گھر کا 15 سالہ لڑکا اپنے گھر میں اپنی نوکرانی کی 5 سالہ بیٹی کے ساتھ بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ ٹی وی نے کچھ ایسا منظر دکھایا کہ صاحبزادے نے وہی شرمناک منظر اس 5 سالہ بچی پر پریکٹس کر ڈالا وغیرہ وغیرہ۔ یہی میں سوچتی ہوں کہ ایسے واقعات میں ہم والدین کا بھی قصور ہے۔ گھر میں اتنا کچھ موجود ہو تو والدہ کیوں کام کرنے گھر سے باہر جائے لیکن ہمارے اصل مجرم اور ذمہ داران ہمارے لیڈر اور سیاستدان ہیں جنہوں نے ہاتھوں پیروں سے قومی خزانہ لوٹ کر خالی کر دیا ہے اور عوام کو خالی ہاتھ چھوڑ دیا ہے۔ ان تمام شرمناک واقعات کے پیچھے غربت اور محرومیاں ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا ایسے تمام حادثے کسی غریب کی بچی، بچے یا بیوی کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ایک غریب بچی یا بچے کو مرد مٹھائی، ٹافی یا کھانے پینے کی چیزیں دے کر ورغلاتا ہے تو وہ اس کے ساتھ چل پڑتے ہیں۔ اگر کوئی شادی شدہ عورت چھوٹے چھوٹے بچوں کو بلکتا چھوڑ کر گھر سے بھاگ جاتی ہے تو اس کے پیچھے بھی غربت اور محرومی ہوتی ہے۔ ایسے مواقع پر ہمارے حکومتی کارندے، سیاستدان اور لیڈر اپنے منہ میں ہمدردی کے بڑے بڑے الفاظ اور ہاتھوں میں بڑے بڑے چیک تھام کر ان کے پاس پہنچ جاتے ہیں گویا فرض پورا ہوگیا۔ کیا آج تک کسی جنسی درندے کو پھانسی ہوئی ہے؟ کیونکہ پھانسی دینے سے ملک میں گڑ بڑ ہو جاتی ہے اور حکومت کو خطرہ پڑ جاتا ہے۔ کچھ روز ہوئے میرے گھر میں ایک آدمی ایک 7 سالہ بچے کو کام کیلئے لے آیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم اتنے معصوم بچے کو کیوں لائے ہو کام کیلئے تو اس نے بتایا کہ یہ میرا بھتیجا ہے۔ اس کی ماں جو چھ بچوں کی ماں تھی بھاگ گئی ہے اس لئے ہم یہ بچے مختلف گھروں میں کام کیلئے لے آئے ہیں۔ آگے کی کہانی کچھ

دین سے دوری ایسے واقعات کو عمل میں لاتی ہے۔ والدین اور مذہبی لیڈر صرف سطحی باتوں کی تبلیغ کرتے ہیں پھر شادی ایک مشکل مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ جہیز اور بَری پر اٹھنے والے اخراجات سے گھبرا کر بچوں کو کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ دین نے بچوں کی شادی کی جو عمر مقرر کی ہے اگر اسی عمر کو سامنے رکھ کر شادی کر دی جائے تو بہت سے جنسی مسائل ختم ہو سکتے ہیں۔ یورپ میں جنسی تشدد کے واقعات اس لئے کم ہیں کیونکہ وہاں شادی بہت آسان ہے۔ ایک انگوٹھی، دو جوڑے کپڑے اور دو مہمانوں کے ساتھ شادی کا فنکشن مکمل کر دیا جاتا ہے۔

یوں تھی کہ اس کی ماں ایک بوڑھے رنڈوے زمیندار کے گھر کام کرنے جاتی تھی۔ خاونداس کا نشئی اور بے کار تھا۔ جب اس بوڑھے زمیندار کو اس عورت کے حالات کا پتہ چلا تو آہستہ آہستہ اس کو ورغلانا شروع کیا اور اس عورت کو پکا پکا اپنے پاس رکھ کر جھوٹ موٹ کا نکاح بھی کر لیا تا کہ جائیداد میں وارث نہ بن بیٹھے۔ وہ عورت بڑی حویلی، اناج کے انبار اور موٹر گاڑیاں دیکھ کر اس کے جھانسے میں آگئی اور بچوں کے خرچے سے گھبرا کر بھاگ گئی۔

دین سے دوری ایسے واقعات کو عمل میں لاتی ہے۔ والدین اور مذہبی لیڈر صرف سطحی باتوں کی تبلیغ کرتے ہیں پھر شادی ایک مشکل مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ جہیز اور بَری پر اٹھنے والے اخراجات سے گھبرا کر بچوں کو کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ دین نے بچوں کی شادی کی جو عمر مقرر کی ہے اگر اسی عمر کو سامنے رکھ کر شادی کر دی جائے تو بہت سے جنسی مسائل ختم ہو سکتے ہیں۔ یورپ میں جنسی تشدد کے واقعات اس لئے کم ہیں کیونکہ وہاں شادی بہت آسان ہے۔ ایک انگوٹھی، دو جوڑے کپڑے اور دو مہمانوں کے ساتھ شادی کا فنکشن مکمل کر دیا جاتا ہے۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے ہمیں اس کی تعلیم مکمل ہونے کے فوری بعد یعنی تقریباً کم عمری ہی میں اس کی شادی کرنی پڑی۔ وہ ذہین ہونے کی وجہ سے یورپ میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہے۔ اس کے کہنے پر ہمیں اس کی شادی وہیں یورپ ہی میں ایک یورپین لڑکی سے کرنی پڑی۔ ہم بھی ایک انگوٹھی اور ایک جوڑا کپڑوں پر بہو رانی کو گھر لے آئے۔ شاید میرے اندر کی خواہش پوری ہوئی تھی کیونکہ میں اندر سے جہیز اور بَری کے سخت خلاف ہوں۔ کچھ واقعات نے جو میری زندگی میں غیر متوقع طور پر وارد ہوئے، میں دین کو سمجھنے اور پریکٹس کرنے میں لگ گئی اور بہت کچھ پالیا۔ اس موضوع پر بھی کبھی اپنے تجربات جنہوں نے اندھیروں سے روشنی کی طرف دھکیلا لکھوں گی۔ شاید پڑھنے والوں کو بھی روشنی ملے۔ بہر حال جب میری بہو پاکستان آئیں تو خاندان والوں نے بے حد دباؤ ڈالا کہ اسے بَری کے ساتھ ہمیں ولیمہ کا کھانا بھی دیا جائے۔ میں بیوقوف خاندان والوں کی باتوں میں آکر بہو کیلئے دو، چار زیور خرید لائی اور جب اس کو دیئے تو اس نے حیران ہو کر واپس کر دیئے۔ کہنے لگی ممی آپ نے اتنے پیسے ان چیزوں پر ضائع کیوں کر دیئے۔ میں کل حسین آگاہی بازار گئی ہوں تو بہت سے کم عمر بچے ریڑھیوں پر معمولی معمولی سامان بیچ رہے تھے اور سڑک کے کنارے بنے چھوٹے چھوٹے کھوکھوں پر کم عمر بچے سروس دے رہے تھے۔ آپ یہ پیسے ان کے والدین کو دے دیتیں تا کہ ان کی پڑھائی میں مدد ہو جاتی۔ میں شرمندگی میں اسے کوئی جواب بھی نہ دے سکی۔ وہ تو خدا کا شکر ہوا کہ سروسز کلب کے جس لگژری ہال میں ولیمے کا انتظام کرنا تھا میں نے دل ہی دل میں فوراً کینسل کر دیا اور کسی حد تک پُرسکون ہوگئی۔ ابھی پچھلے دنوں شاہ محمود صاحب کے صاحبزادے کی شادی تھی۔ پورے ملتان میں ایک ہنگامہ تھا۔ 15 ہزار لوگوں کے طعام وقیام کا انتظام اور ٹریفک جام کے وہ وہ نظارے کہ خدا یاد آگیا کہ یہ سب ایک اسلامی ملک کے مسلمان لیڈر کا انداز تھا۔ ہم سب مجرم ہیں۔ ہم نے اپنے طور طریقوں سے مجرم پیدا کئے ہیں جو یہ بڑے بڑے جنسی جرم اپنی محرومیوں کی وجہ سے کرتے ہیں۔

(بشکریہ خبریں اخبار)

خاتون سے بدتمیزی
سیاسی رہنما کا بھائی گرفتار

کوہاٹ 19 جنوری کو صوبہ خیبر پختونخوا کے علاقے کوہاٹ میں خاتون سے بدتمیزی پر ایک سیاسی رہنما کے بھائی کو پولیس نے گرفتار کرلیا۔ پولیس کی جانب سے یہ کارروائی متاثرہ خاتون کی مدعیت میں شکیل خٹک کے خلاف درج مقدمے کے تحت عمل میں لائی گئی۔

(بشکریہ روزنامہ آج)

ایک ماہ کے دوران دو لڑکیوں کا اغواء

حیدرآباد تھر میں گزشتہ ایک ماہ کے دوران دس کم عمر لڑکیوں کا اغواء حکمرانوں کی نااہلی کو ظاہر کرتا ہے۔ان خیالات کا اظہار کمیونسٹ پارٹی سندھ کے سیکرٹری کامریڈ اقبال اور دیگر نے سندھ ہاری کمیٹی کی جانب سے پریس کلب کے سامنے بھوک ہڑتال کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کیا گیا۔اس موقعے پر کامریڈ ارباب، پیر شہاب الدین و دیگر موجود تھے۔ان کا کہنا تھا کہ سندھ میں جاگیرداروں کی اکثریت کے باعث صوبے بھر میں مقامی وڈیروں نے وہاں کے کسانوں اور غریب عوام کا جینا دوبھر کردیا ہے۔ پولیس سمیت سرکاری ادارے مقامی وڈیروں کے دباؤ میں خصوصاً عمرکوٹ اور تھرپارکر میں کسان اپنی بیٹیوں سے بھی محروم ہورہے ہیں۔انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک ماہ میں 10 لڑکیاں تھر میں اغواء کرکے ان کی زبردستی شادی کرائی گئی، جس میں مبینہ طور پر مقامی وڈیرے ملوث ہیں۔ان معاملات کا متعلقہ حکام نے نوٹس لیا۔مذکورہ پریس کانفرنس 9 جنوری کو ہوئی تھی۔

(لالہ عبدالحلیم)

مسلح افراد نے افغان خاتون کو قتل کردیا

پشاور یوسف آباد میں مسلح افراد نے افغان خاتون کو غیرت کے نام پر قتل کردیا۔ملزم ارتکاب جرم کے بعد فرار ہوگئے۔30 دسمبر کو یوسف آباد میں 55 سالہ افغان خاتون انیسہ کو مسلح افراد نے فائرنگ کرکے زخمی کردیا جسے طبی امداد کیلئے ہسپتال منتقل کردیا گیا، خاتون نے زخمی حالت میں پولیس کو بتایا کہ اس کا بیٹا مسیح اللہ گزشتہ ایک سال پہلے سے منگنی شدہ لڑکی دختر حشمت اللہ کے ساتھ افغانستان سے فرار ہوکر پشاور منتقل ہوگیا تھا، اور اس نے لڑکی کے گھر والوں اور منگیتر کے خاندان کے خوف سے پشاور کے علاقہ یوسف آباد میں رہائش اختیار کرلی تھی، تاہم لڑکی کے خاندان والے اس کا پتہ لگا کر اس کے گھر پہنچ گئے اور اس پر فائرنگ کرکے زخمی کردیا۔بعدازاں خاتون زخموں کی تاب نہ لاکر ہسپتال میں دم توڑ گئی۔ پولیس نے لاس پوسٹ مارٹم کے بعد ورثاء کے حوالے کرکے مقدمہ درج کرلیا ہے۔

(روزنامہ آج)

بچی کو زیادتی کے بعد قتل کردیا گیا

کوئٹہ کوئٹہ کے علاقے کلی اسماعیل میں تیرہ سالہ بی بی طیبہ کی لاش ملی۔ لاش کو سول ہسپتال لایا گیا۔ ابتدائی میڈیکل رپورٹ کے مطابق بچی کو زیادتی کے بعد گلہ گھونٹ کر قتل کیا گیا ہے۔ پولیس نے نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کرلیا ہے۔کوئٹہ میں اس طرح کا یہ پہلا واقعہ پیش آیا ہے۔

(نامہ نگار)

دوخواتین پر تشدد

پیر محل 10 جنوری کو پیر محل میں پانچ افراد نے 90 سالہ بوڑھی خاتون اور اس کی بہو پر سربازار تشدد کیا۔پیر محل کے نواحی گاؤں چک 2/661 گ ب کی رہائشی 90 سالہ راج بی بی زوجہ جیون اور رضیہ بی بی زوجہ صفدر گھر کے باہر کام کاج میں مصروف تھیں کہ اسی گاؤں کے رہائشی محمد شفیع، عبدالغفور، عامر، شوکت اور اقبال وغیرہ نے ڈنڈوں سے اچانک حملہ کرکے ان پر وحشیانہ تشدد شروع کردیا اور انہیں شدید زخمی کردیا۔خواتین کی چیخ و پکار سن کر لوگوں نے آکر ان کی جان بچائی۔ میڈیکل رپورٹ حاصل کرنے کے بعد پولیس نے کارروائی شروع کردی۔تاہم ابھی تک مقدمہ درج نہیں ہوسکا۔راج بی بی نے بتایا کہ ملزمان پہلے بھی ان کے ساتھ ظلم کرچکے ہیں۔اور اگر انہیں انصاف نہ ملا تو وہ خودسوزی کرلیں گے۔

(اعجاز اقبال)

جبس بے جا سے بھٹہ مزدور بازیاب

حیدرآباد تھر ڈ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج حیدرآباد نے بھٹہ مزدوروں کو جبس بے جا میں رکھ کر جبری مشقت لینے کے حوالے سے دائر 3 الگ الگ درخواستوں پر بازیاب کرائی جانے والی مرد، خواتین سمیت 35 افراد کو اپنی مرضی کی زندگی گزارنے کی اجازت دے دی۔سیموبھیل کی جانب سے دائر درخواست میں کہا گیا تھا کہ ہوسڑی میں واقع اینٹوں کے بھٹے کے مالک رحیم خان نے عورتوں اور بچوں سیت 21 افراد کو غیر قانونی طور پر جبس بے جا میں رکھا ہوا ہے۔ ایک اور درخواست میں درخواست گزار نے کہا کہ 20 افراد کے علاوہ ان کے رشتہ داروں کو بھی غیر قانونی طور پر رکھا گیا تھا۔ تیسری درخواست میں درخواست گزار نے کہا کہ ہوسڑی میں واقع اینٹوں کے بھٹہ مالک امیر خان پٹھان نے ان کے خاندان کے 12 افراد کو جبس بے جا میں رکھا ہوا ہے اور ان سے جبری مشقت لی جارہی ہے۔

(لالہ عبدالحلیم)

غیرت کے نام پر دوشیزہ قتل

ڈیرہ اسماعیل خان ڈیرہ اسماعیل خان میں تھانہ گمل ٹانک کی حدود کوٹ سنگین میں غیرت کے نام پر جوانسال دوشیزہ کے گلے میں پھندا ڈال کر قتل کردیا گیا اور اہل خانہ نے اسے خودکشی کا رنگ دے کر لاش کو خاموشی کے ساتھ قبرستان میں دفن کردیا۔ اطلاع پر پولیس نے کارروائی کرتے ہوئے مقتولہ کے تین بھائیوں مکرم خان، منگل خان اور عمران اللہ پسران سمندر خان سکنہ کوٹ سنگین کو گرفتار کرلیا۔

(روزنامہ آج)

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق **26** دسمبر سے **25** جنوری تک کے دوران ملک بھر میں **126** افراد نے خودکشی کی۔خودکشی کرنے والوں میں **54** خواتین شامل تھیں۔اسی عرصہ کے دوران **75** افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنھیں بروقت طبی امداد دے کر بچالیا گیا۔اقدام خودکشی کرنے والوں میں **38** خواتین شامل ہیں۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26دسمبر	علی محمد کوری	مرد	35برس	شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندالے کر	گوٹھ بابل جروار۔ڈوکری ضلع لاڑکانہ	ـ	کاوش اخبار
27دسمبر	رابعہ	خاتون	24برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
27دسمبر	سکینہ	خاتون	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
27دسمبر	رخسانہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	بصیرہ، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
28دسمبر	کبیرخاصخیلی	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	گوٹھ راجو نظامانی ضلع ٹنڈو محمد خان	ـ	کاوش اخبار
28دسمبر	امیراں بی بی	خاتون	18برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
28دسمبر	ـ	مرد	65برس	شادی شدہ	ـ	پھندالے کر	اقبال آباد، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
28دسمبر	یاسمین اختر	خاتون	24برس	شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	کالونی دانش سکول، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
29دسمبر	پرتاپ کولہی	مرد	30برس	غیرشادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندالے کر	ڈڑوکولہی ضلع عمرکوٹ	ـ	کاوش اخبار
30دسمبر	معراج مائی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	بستی ویری واہن، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
30دسمبر	زکریا	مرد	16برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خان بیلہ، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
30دسمبر	صغراں بی بی	خاتون	35برس	شادی شدہ	ـ	ٹرین تلے آکر	مبارک پور، بہاولپور	ـ	خواجہ اسداللہ
31دسمبر	علی رضا یوسفزئی	مرد	20برس	غیرشادی شدہ	ـ	چھت سے کود کر	ضلع سانگھڑ	درج	کاوش اخبار
یکم جنوری	سعید احمد	مرد	ـ	شادی شدہ	ـ	پھندالے کر	کروڑ لعل عیسن	ـ	خبریں ملتان
یکم جنوری	سکندر	مرد	40برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	گوٹھ گلزار خلیل۔ساماروضلع عمرکوٹ	ـ	کاوش اخبار
یکم جنوری	ڈینی کولہی	بچی	13برس	ـ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندالے کر	ڈیئی ضلع بدین	ـ	کاوش اخبار
یکم جنوری	مسمات گلاں	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ الھویو بھٹو۔ڈہرکی ضلع گھوٹکی	ـ	عوامی آواز اخبار
2جنوری	غلام حسین	مرد	23برس	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہوکر	خود کو گولی مارکر	گوٹھ لال محمد منگھری جھمپیر ضلع ٹھٹھہ	ـ	عوامی آواز اخبار
2جنوری	جنت بی بی	خاتون	32برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کشمور	ـ	خبریں ملتان
03جنوری	عبدالحمید	مرد	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
04جنوری	طاہر زمان	مرد	16برس	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	پشاور	ـ	روزنامہ ایکسپریس
04جنوری	ـ	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	پشاور	ـ	ایکسپریس
04جنوری	طاہرہ	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو جلاکر	بلدیہ ٹاؤن، کراچی	ـ	آج
06جنوری	مائی گلاں	خاتون	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
06جنوری	زاہد رحمان	مرد	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مارکر	پہاڑی پورہ، پشاور	ـ	ایکسپریس
06جنوری	عبدالغفور	مرد	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	پہاڑی پورہ، پشاور	ـ	ایکسپریس
06جنوری	نرگس	خاتون	ـ	شادی شدہ		ـ	پہاڑی پورہ، پشاور	ـ	ایکسپریس
07جنوری	عاقب	مرد	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	ـ	جنگ ملتان
07جنوری	ـ	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	ـ	پھندالے کر	نواب شاہ	ـ	ایکسپریس ٹریبون
07جنوری	صدیق	مرد	ـ	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	خود کو گولی مارکر	گوجرہ	ـ	دی نیوز
07جنوری	ندیم	مرد	ـ	غیرشادی شدہ		ـ	فیصل آباد	ـ	نیوز

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
07جنوری	-	خاتون	24برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	لاہور	-	دی نیوز
7جنوری	ابراہیم	مرد	24برس	-	-	زہرخورانی	پشاور	-	ایکسپریس
8جنوری	منیر	مرد	20برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	راجن پور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
08جنوری	عبدالخالد	مرد	58برس	-	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکو گولی مارکر	قائدآباد، کراچی	-	ایکسپریس
08جنوری	سلمٰی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو جلاکر	پشاور	-	آج
08جنوری	آصف	مرد	28برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رسول نگر، گوجرانوالہ	-	جنگ
8جنوری	مقدس مغل	خاتون	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	نئے پنڈ ضلع سکھر	-	عوامی آواز خبار
8جنوری	نبیل بھٹی	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ شریف پورہ، نارنگ منڈی	-	نوائے وقت
9جنوری	مدثر	مرد	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گوجرہ، فیصل آباد	-	دی نیوز
9جنوری	محمد رمضان	مرد	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	مظفرگڑھ	-	جنگ
9جنوری	لکمی کوہلی	خاتون	20برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گوٹھ میرجی جاگیر۔ مسن ضلع ٹنڈوالہیار	-	کاوش اخبار
10جنوری	جواد احمد میمن	مرد	20برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سوپودیرو۔ گھمبٹ ضلع خیرپور	-	کاوش اخبار
10جنوری	علی اکبر	مرد	31برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	پشاور	-	ڈان
10جنوری	سجاد	مرد	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	قصور	-	جنگ
10جنوری	غلام مصطفٰی	مرد	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	چیچہ وطنی	-	جنگ
10جنوری	اجمل	مرد	25برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	یوسف ٹاؤن، فیصل آباد	-	جنگ
10جنوری	سجاد	مرد	30برس	-	ذہنی معذوری	خودکو گولی مارکر	فیصل آباد	-	نئی بات
10جنوری	قمرجاوید	مرد	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	-	-	نئی بات
10جنوری	عمرندیم	مرد	30برس	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	سیالکوٹ	-	نوائے وقت
10جنوری	فرحت بی بی	خاتون	28برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سیالکوٹ	-	-
10جنوری	عمران	مرد	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خان پور	-	دنیا
10جنوری	علی اکبر	مرد	30برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو جلاکر	یکہ توت، پشاور	-	آج
11جنوری	اختر حسین	مرد	32برس	-	ذہنی معذوری	پھندا لے کر	اوکاڑہ	-	نوائے وقت
11جنوری	محمد اسلم	مرد	50برس	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا لے کر	اوکاڑہ	-	نوائے وقت
11جنوری	اشفاق احمد نہڑیو	مرد	27برس	-	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	-	کڈن روڈ ضلع بدین	-	کاوش اخبار
11جنوری	شریمتی ونی میگھواڑ	خاتون	35برس	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا لے کر	گوٹھ پریموں میگھواڑ۔ سامارو ضلع عمرکوٹ	-	کاوش اخبار
11جنوری	جیٹھو میگھواڑ	مرد	35برس	--	ذہنی معذوری	کنویں میں کودکر	گوٹھ رانکورند۔ مٹھی ضلع تھرپارکر	-	کاوش اخبار
11جنوری	وقاص احمد	مرد	20برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	چونگی امرسدھ، لاہور	-	جنگ
12جنوری	پروین بی بی	خاتون	24برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ظاہرپیر، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
12جنوری	نسیم مائی	خاتون	35برس	شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	جام پور	درج	خبریں ملتان
12جنوری	شریمتی پریمی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گوٹھ متھوں۔ کاہی ضلع سانگھڑ	-	کاوش اخبار
13جنوری	چگلن کوہلی	مرد	30برس	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گوٹھ ممتاز مری۔ سنڈری ضلع میرپورخاص	-	کاوش اخبار
13جنوری	یاسمین	خاتون	16برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ مصری جاڑو، چونڈکو	-	کاوش اخبار
13جنوری	آصف	مرد	20برس	-	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	بستی رئیس نصیراحمد چاچڑ، رحیم یارخان	درج	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
13 جنوری	موراں بی بی	خاتون	30 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیروزہ، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
13 جنوری	قاسم	مرد	55 برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	چک 491 ٹی ڈی اے، چوبارہ، رحیم یار خان	درج	خبریں ملتان
14 جنوری	ڈاکٹر شعیب	مرد	29 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیصل ٹاؤن، لاہور	۔	جنگ
14 جنوری	محمد اسلم	مرد	49 برس	۔	۔	ٹرین تلے آ کر	کامونکی	۔	جنگ
14 جنوری	حمزہ	مرد	14 برس	۔	۔	پھندا لے کر	اسلام پورہ، لاہور	۔	جنگ
14 جنوری	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	پھولنگر، لاہور	۔	جنگ
14 جنوری	۔	خاتون	16 برس	غیر شادی شدہ		زہر خورانی	مٹہ، سوات	۔	آج
14 جنوری	حبیبہ جمال	خاتون	20 برس	غیر شادی شدہ	۔	پھندا لے کر	چترال	۔	ایکسپریس
14 جنوری	۔	خاتون	15 برس	غیر شادی شدہ	۔	گلا کاٹ کر	پشاور	۔	ایکسپریس
15 جنوری	پرمی کولہی	خاتون	۔	۔	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گوٹھ بینا جی ڈانی، سامارو، عمر کوٹ	۔	کاوش اخبار
15 جنوری	صاحباں	خاتون	23 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	میر پور خاص	۔	جنگ
15 جنوری	محمد فاروق	مرد	22 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	نارووال	۔	نوائے وقت
16 جنوری	اسماء	خاتون	14 برس	غیر شادی شدہ	۔	۔	جند پار، گوجر گڑھی، مردان	۔	ایکسپریس
16 جنوری	سلمان	مرد	۔	۔	۔	خود کو گولی مار کر	شاہدرہ	۔	ایکسپریس
16 جنوری	ساجد فاروق	مرد	35 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	تیز دھار آلے سے	رشیدہ پور، حافظ آباد	۔	جنگ
16 جنوری	نشاء	خاتون	22 برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	مصطفیٰ آباد، لاہور	۔	نوائے وقت
16 جنوری	جاوید	مرد	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	مصطفیٰ آباد	۔	جنگ
16 جنوری	۔	خاتون	18 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	۔	۔	جنگ
16 جنوری	نواز	مرد	45 برس	شادی شدہ	۔	پھندا لے کر	گجرات	۔	نوائے وقت
16 جنوری	حبیب الرحمان	مرد	45 برس	۔	۔	خود کو گولی مار کر	عزیز آباد، کراچی	۔	ایکسپریس
17 جنوری	مریم	خاتون	28 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	چھت سے کود کر	لیاری، کراچی	۔	نئی بات
17 جنوری	۔	مرد	۔	شادی شدہ	۔	خود کو گولی مار کر	صوابی	۔	آج
17 جنوری	محمد حسن	مرد	70 برس	شادی شدہ	پینشن نہ ملنے کی وجہ سے	پھندا لے کر	گوٹھ رحیم چنڈ۔ مورو، نوشہرو فیروز	۔	کاوش اخبار
17 جنوری	فرزانہ	خاتون	35 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	۔	۔	نوائے وقت
17 جنوری	محمد نواز	مرد	۔	۔	غربت سے دلبرداشتہ ہو کر	پھندا لے کر	گجرات	۔	نوائے وقت
17 جنوری	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	کمالیہ	۔	جنگ
17 جنوری	مٹھن	مرد	35 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیروز، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
18 جنوری	امین یوسف	مرد	30 برس	شادی شدہ	۔	زہر خورانی	فیصل آباد	۔	ایکسپریس
18 جنوری	اللہ دتہ	مرد	30 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خان بیلہ، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
18 جنوری	پریمی کولہی	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ سید عبداللہ شاہ۔ کھپرو، سانگھڑ	۔	کاوش اخبار
18 جنوری	گل پری	خاتون	17 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	ہوسڑی، حیدرآباد	۔	کاوش اخبار
19 جنوری	شانہ بی بی	خاتون	22 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موری، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
19 جنوری	فلک ناز	خاتون	26 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کوہاٹ	۔	جنگ
19 جنوری	نرگس	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوجرانوالہ	۔	جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
19جنوری	ظہیر عباس	مرد	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوجرانوالہ	ـ	جنگ
19جنوری	ثمینہ	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	گڑھی خیر، جیکب آباد	ـ	کاوش اخبار
19جنوری	سیم کورائی	مرد	25برس	ـ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	میرپورماتھیلو، گھوٹکی	ـ	کاوش اخبار
19جنوری	فاطمہ تھیبو	خاتون	16برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	گوٹھ گل محمد تھیبو، کڈن، بدین	ـ	کاوش اخبار
20جنوری	لائق جونیجو	مرد	55برس	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندالے کر	گوٹھ تاج محمد جونیجو۔ٹنڈوجام، حیدرآباد	ـ	کاوش اخبار
20جنوری	صدوری	خاتون	45برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	جام نواز علی، سانگھڑ	ـ	عوامی آواز اخبار
20جنوری	شانزا بی بی	خاتون	18برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	اسلامیہ کالونی، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
20جنوری	طاہر نسیم	مرد	45برس	شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکو گولی مارکر	ہربنس پورہ، لاہور	ـ	جنگ
21جنوری	زرینہ	خاتون	ـ	شادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندالے کر	منکیرہ، بھکر	ـ	جنگ
21جنوری	بابر علی	مرد	ـ	ـ	ـ	خودکو گولی مارکر	نیوسعید آباد، مٹیاری	ـ	عوامی آواز اخبار
21جنوری	ثاقب	مرد	ـ	ـ	کاروبار میں نقصان ہونے پر	زہر خورانی	پشاور	ـ	آج
21جنوری	مرزا عدنان	مرد	ـ	ـ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	گکھڑ ہٹہ روڈ، کبیروالا	ـ	جنگ ملتان
22جنوری	رخسانہ مائی	خاتون	27برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	لیاقت پور، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
22جنوری	انیلا پٹھان	خاتون	15برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	حالی روڈ، حیدرآباد	ـ	کاوش اخبار
22جنوری	سلیم	مرد	70برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	فیصل آباد	ـ	نوائے وقت
22جنوری	شاہدہ پروین	خاتون	30برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	سانگلہ ہل	ـ	نوائے وقت
22جنوری	ـ	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	فیصل آباد	ـ	جنگ
23جنوری	شاہدہ کھوسو	خاتون	20برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	خیرپورناتھن شاہ، دادو	ـ	کاوش اخبار
23جنوری	عظیم	مرد	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	راوی روڈ، لاہور	ـ	نوائے وقت
24جنوری	نعمان خان	مرد	ـ	ـ	ـ	خودکو گولی مارکر	ـ	ـ	آج
24جنوری	جاوید	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	چارسدہ	ـ	آج
24جنوری	ـ	خاتون	14برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیصل آباد	ـ	ایکسپریس ٹریبون
24جنوری	صبیحہ	خاتون	14برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیصل آباد	ـ	جنگ
24جنوری	ـ	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ڈسکہ	ـ	نئی بات
24جنوری	معین علی	مرد	24برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	راجن پور	ـ	خبریں ملتان
25جنوری	احسان	مرد	27برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندالے کر	گاؤں 34 تھری، ہارون آباد	ـ	جنگ

اقدام خودکشی:

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26دسمبر	کرن	خاتون	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	شادباغ، لاہور	ـ	نوائے وقت
28دسمبر	مسمات صائمہ مگنیجو	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ برادری جتوئی ضلع خیرپور	ـ	کاوش اخبار
28دسمبر	لطیف لاشاری	مرد	ـ	ـ	ـ	زہر خورانی	ٹنڈومستی ضلع خیرپور	ـ	کاوش اخبار
29جنوری	مجید کبرانی	مرد	ـ	شادی شدہ	ـ	خودکو جلاکر	میرپورخاص	ـ	نئی بات

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
کیم جنوری	رتیش	مرد	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بارانی۔ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ	۔	کاوش اخبار
کیم جنوری	مومناں شر	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ پہلوان شر۔گھمبٹ ضلع خیر پور	۔	کاوش اخبار
2جنوری	نازیہ بی بی	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	۔	۔	رحیم یار خان	۔	جنگ
2جنوری	پیراں دتہ	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	۔	۔	رحیم یار خان	۔	جنگ
2جنوری	عبداللہ	مرد	۔	غیر شادی شدہ	۔	۔	رحیم یار خان	۔	جنگ
2جنوری	عمر حیات	مرد	۔	غیر شادی شدہ	۔	۔	رحیم یار خان	۔	جنگ
3جنوری	۔	خاتون	28برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	پشاور	۔	دی نیوز
3جنوری	عبدالستار پنھور	مرد	25برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ گنجا تیا۔باقرانی ضلع لاڑکانہ	۔	کاوش اخبار
3جنوری	ساجدہ	خاتون	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ حبیب ساند۔ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ	۔	کاوش اخبار
4جنوری	سنیل	مرد	35برس	۔	۔	خود کو جلا کر	لیاری، کراچی	۔	ایکسپریس
4جنوری	ثمینہ	خاتون	27برس	شادی شدہ	۔	۔	ترنڈہ سوائے خان، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
4جنوری	کوثر بی بی	خاتون	28برس	شادی شدہ	۔	۔	خانپور، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
4جنوری	شہناز بی بی	خاتون	35برس	شادی شدہ	۔	۔	چک P95، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
5جنوری	لیاقت علی	مرد	30برس	شادی شدہ	قرض سے دلبرداشتہ ہو کر	زہر خورانی	گوٹھ گل محمد تنیو۔باقرانی ضلع لاڑکانہ	۔	کاوش اخبار
5جنوری	ک	خاتون	20برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سیوہن ضلع جام شورو	۔	کاوش اخبار
6جنوری	سجاد راجپوت	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	رانگڑ محلّہ۔رادن ضلع دادو	۔	کاوش اخبار
7جنوری	اشرف	مرد	۔	شادی شدہ	پولیس کے رویہ سے دلبرداشتہ	۔	شیرا کوٹ، لاہور	۔	جنگ
7جنوری	پروین بی بی	خاتون	40برس	شادی شدہ	۔	۔	نیازی کالونی، رحیم یا خان	۔	جنگ ملتان
8جنوری	گلناز بی بی	خاتون	16برس	غیر شادی شدہ	۔	۔	صادق آباد، رحیم یار خان	۔	جنگ ملتان
8جنوری	روبینہ	خاتون	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سائیٹ ایریا ضلع حیدر آباد	۔	کاوش اخبار
8جنوری	چینو	مرد	20برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	تین نمبر تالاب ضلع حیدر آباد	۔	کاوش اخبار
8جنوری	گلفام علی	مرد	20برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سو پودیرو۔گھمبٹ ضلع خیر پور	۔	کاوش اخبار
8جنوری	تہمینہ بی بی	خاتون	23برس	شادی شدہ	۔	۔	مڈ درباری، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
9جنوری	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خوران	ڈسکہ	۔	نئی بات
9جنوری	۔	خاتون	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	بی ایس لنک پھولنگر، قصور	۔	جنگ
9جنوری	میر حسن مگنیجو	مرد	30برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	تالپر کالونی ضلع خیر پور	۔	کاوش اخبار
9جنوری	شاہدہ	خاتون	۔	۔	ذہنی معذوری	زہر خورانی	پیر جو گوٹھ ضلع خیر پور	۔	کاوش اخبار
10جنوری	۔	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	حمزہ ٹاؤن، پنڈی بھٹیاں	۔	نئی بات
10جنوری	عروج بی بی	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	۔	زہر خورانی	چک 142، رحیم یار خان	۔	دنیا
10جنوری	زاہدہ بی بی	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	۔	زہر خورانی	خان بیلہ، رحیم یار خان	۔	دنیا
9جنوری	شریف	مرد	22برس	غیر شادی دشہ	۔	۔	خان بیلہ، رحیم یار خان	۔	جنگ ملتان
9جنوری	علی شیر	مرد	23برس	شادی شدہ	۔	۔	چک 87پی، رحیم یار خان	۔	جنگ ملتان
10جنوری	۔	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ڈسکہ	۔	نئی بات
10جنوری	کویتا میگھواڑ	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ اشفاق بھٹی، میر پور خاص	۔	کاوش اخبار

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
10 جنوری	عبدل سمجو	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ چارنور۔ چھاچھرو ضلع عمرکوٹ	-	کاوش اخبار
11 جنوری	ارباب چانگ	مرد	19 س	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ ترائی۔فیض گنج ضلع خیرپور	-	کاوش اخبار
11 جنوری	رمضان	مرد	-	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکو گولی مارکر	بہادر کلے، پشاور	-	ایکسپریس
12 جنوری	شیزہ	خاتون	17 برس	غیرشادی شدہ	-	-	اسلامیہ کالونی، پشاور	-	خبریں ملتان
12 جنوری	سجاد علی	مرد	18 برس	غیرشادی شدہ	-	-	رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
12 جنوری	شہزاد حسن	مرد	19 برس	غیرشادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	شبقدر، پشاور	-	آج
13 جنوری	صدوری	خاتون	40 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ حاجی وزیر علی۔ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ	-	کاوش اخبار
13 جنوری	فیاض علی	مرد	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ مڈ فرید آباد ضلع لاڑکانہ	-	کاوش اخبار
13 جنوری	خالدہ	خاتون	-	شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	-	رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
13 جنوری	شاہدہ	خاتون	22 برس	شادی شدہ	-	-	خیرپور کھدالی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
13 جنوری	صباعدنان	خاتون	30 برس	شادی شدہ	-	-	احمدپور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
13 جنوری	غلام علی	مرد	14 برس	غیرشادی شدہ	-	-	گھوٹکی، سندھ	-	خبریں ملتان
13 جنوری	راجہ	مرد	23 برس	شادی شدہ	-	-	شیخ واہن، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
15 جنوری	صاحبافوں	خاتون	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	میرپورخاص	-	جنگ
19 جنوری	وحید اجن	مرد	24 برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	ٹھاروشاہ ضلع نوشہروفیروز	-	کاوش اخبار
20 جنوری	فوزیہ بی بی	خاتون	20 برس	شادی شدہ	-	-	بہادرپور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
20 جنوری	نواب خاتون	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کھمبٹ ضلع خیرپور	-	کاوش اخبار
20 جنوری	آفتاب علی	مرد	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کھمبٹ ضلع خیرپور	-	کاوش اخبار
20 جنوری	مائرہ	خاتون	23 برس	--	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ٹھاروشاہ ضلع نوشہروفیروز	-	کاوش اخبار
21 جنوری	امتیاز	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بیرانی۔جام نواز علی ضلع سانگھڑ	-	کاوش اخبار
21 جنوری	علی رضا	مرد	-	-	قرض سے دلبرداشتہ ہوکر	کنویں میں کودکر	پریالو ضلع خیرپور	-	کاوش اخبار
21 جنوری	محمد سلمان	مرد	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کودکر	سانگلہ ہل	-	جنگ
21 جنوری	-	خاتون	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چامکنی، پشاور	-	آج
21 جنوری	عبدالوہاب	مرد	-	غیرشادی شدہ	-	-	پشاور	-	آج
21 جنوری	سدرہ بی بی	خاتون	20 برس	شادی شدہ		-	ظفرآباد، رحیم یارخان		جنگ ملتان
21 جنوری	حسینہ بی بی	خاتون	40 برس	شادی شدہ	-	-	راجن پورکلاں، رحیم یارخان		جنگ ملتان
21 جنوری	عمران	مرد	16 برس	غیرشادی شدہ	-	-	سندراڑے، رحیم یارخان		جنگ ملتان
21 جنوری	راشد علی	مرد	22 برس	شادی شدہ	-	-	رحیم یارخان		جنگ ملتان
21 جنوری	محمد علی	مرد	35 برس	شادی شدہ	-	-	اوباڑو		جنگ ملتان
22 جنوری	طلحہ	مرد	17 برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جڑانوالہ	-	جنگ
22 جنوری	بشیراں بی بی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	دریا میں کودکر	شاہدرہ، فیروزوالہ	-	جنگ
23 جنوری	محمد بوٹا	مرد	-	شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہوکر	گاڑی تلے آکر	مسلم پارک، لاہور	-	نوائے وقت
24 جنوری	فخر احمد	مرد	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو آگ لگاکر	بوریوالہ، وہاڑی	-	جنگ
25 جنوری	رضوانہ	خاتون	30 برس	شادی شدہ	-	-	بستی امانت علی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
25 جنوریج	گل مائی	خاتون	20 برس	شادی شدہ	-	-	اوباڑو	-	خبریں ملتان
25 جنوری	کاشف علی	مرد	35 برس	شادی شدہ	-	-	کوٹ سبزل، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
25 جنوری	منوجی	مرد	40 برس	شادی شدہ	-		ترنڈہ سوائے محمد، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان

قرضوں پر قرضے۔ ایک لمحہ فکریہ

ڈاکٹر مرزا اختیار بیگ

پاکستان کے بڑھتے ہوئے قرضوں پر میں نے کئی مضامین لکھے ہیں۔ میرا گزشتہ کالم ''پاکستان کے قرضوں میں ناقابل برداشت اضافہ'' کو قارئین نے نہایت پسند کیا اور ای میلز سے مزید معلومات فراہم کرتے ہوئے نیا کالم لکھنے کی درخواست کی۔ معروف اقتصادی ماہر اور سابق وزیر تجارت ڈاکٹر حفیظ اے پاشا کے بقول صرف ایک سال 2016-17ء میں حکومتی قرضوں کا حجم 16 ارب ڈالر تک پہنچ گیا ہے اور بیرونی قرضے 83 ارب ڈالر سے تجاوز کر گئے ہیں۔ ایشین ڈویلپمنٹ بینک نے 3 ارب ڈالر، پیرس کلب میں شامل ممالک نے 5 ارب ڈالر اور چین نے اپنے تجارتی بینکوں کے ذریعے سی پیک کے مختلف منصوبوں کیلئے اب تک 1.6 ارب ڈالر فراہم کئے ہیں جس سے 6.5 ارب ڈالر کے قرضوں کی ادائیگی کی گئی اور باقی 3.1 ارب ڈالر بجٹ خسارے کو پورا کرنے کیلئے ادا کئے گئے۔ ملکی برآمدات جو زرمبادلہ حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہوتی ہیں، 25 ارب ڈالر سے کم ہوکر 21 ارب ڈالر تک پہنچ گئی ہیں۔ بیرونی ذخائر کو بڑھانے کیلئے مسلم لیگ (ن) حکومت نے گزشتہ 4 برسوں میں مجموعی طور پر ریکارڈ 42.6 ارب ڈالر کے بیرونی قرضے لئے جس میں آئی ایم ایف سے ملنے والے 6.2 ارب ڈالر اور کمرشل بینکوں سے 6.54 ارب ڈالر کے قرضے بھی شامل ہیں۔

حکومت نے زرمبادلہ کے ذخائر بڑھا کر مصنوعی طور پر روپے کی قدر مستحکم رکھی لیکن اس کے نتیجے میں ملکی برآمدات غیر مقابلاتی ہونے کی وجہ سے متاثر ہوئیں جبکہ درآمدات ریکارڈ اضافے سے 52 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں اور حکومت کو 30 ارب ڈالر سالانہ سے زائد کے تجارتی خسارے کا سامنا ہے جس کی وجہ سے ہمارے زرمبادلہ کے ذخائر پر شدید دباؤ ہے۔ حال ہی میں حکومت نے کمرشل بینکوں سے جولائی سے ستمبر 2017ء میں 703 ملین ڈالر کے مختصر المیعاد قرضے لئے ہیں۔ اکنامک افیئر ڈویژن کے مطابق حکومت کا 2017-18ء میں کمرشل بینکوں سے ایک ارب ڈالر کے قرضے لینے کا پروگرام ہے جس میں سے اب تک 178 ملین ڈالر سٹی بینک، 450 ملین ڈالر کریڈٹ سوئس (یونائیٹڈ بینک، الائیڈ بینک کنسورشیم) اور دیگر بینکوں سے 205 ملین ڈالر کے قرضے لئے جاچکے ہیں۔ EDA کے مطابق موجودہ حکومت نے 2013-14ء میں کمرشل بینکوں سے 1.4 ارب ڈالر اور 2015-16ء میں 4.3 ارب ڈالر کے قرضے لئے تھے۔ ایشین ڈویلپمنٹ بینک کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کے مالی خسارے میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے جو بڑھ کر 14 ارب ڈالر تک پہنچ سکتا ہے جس کو پورا کرنے کیلئے حکومت کیلئے نئے قرضے لینا ناگزیر ہے۔ قرضوں کی حد کے قانون کے تحت حکومت جی ڈی پی کا 60 فیصد سے زیادہ قرضے نہیں لے سکتی لیکن ہمارے قرضے اس حد سے تجاوز کر گئے ہیں۔ موجودہ حکومت نے قرضوں کے علاوہ گلوبل کیپٹل مارکیٹ میں 2 بلین ڈالر کے یورو بانڈ اور 2.5 بلین ڈالر کے سکوک بانڈز بھی جاری کئے ہیں جن کی ادائیگیاں 2017، 2019ء، 2025ء اور 2036ء میں ہیں۔ ان میں 750 ملین ڈالر کا 6.18 فیصد شرح منافع 2017ء میں، ایک ارب ڈالر کا 6.75 فیصد شرح منافع اپریل 2019ء میں، 500 ملین ڈالر کا 8.25 فیصد شرح منافع 30 ستمبر 2025ء میں اور 500 ملین ڈالر کا 7.875 فیصد شرح منافع 31 دسمبر 2036ء میں واجب الادا ہیں۔ زرمبادلہ کے گرتے ہوئے ذخائر کو سہارا دینے کیلئے رواں مالی سال حکومت نے 2.5 ارب ڈالر کے 5 سالہ (5.625 فیصد شرح منافع) اور 10 سالہ (6.875 فیصد شرح منافع) یورو اور سکوک بانڈز کا اجراء کیا ہے اور ایک ارب ڈالر کے مزید بانڈز کے اجرا کا ارادہ رکھتی ہے۔ حکومت نے قانونی تقاضے پورے کرنے کیلئے سرمایہ کاروں کو سیکورٹی فراہم کرنے کیلئے اپنے موٹرویز گروی رکھے ہیں۔

پاکستان کے بیرونی قرضوں کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ **1951**ء سے **1955**ء تک پاکستان کے بیرونی قرضے صرف **121** ملین ڈالر تھے تاہم **1969**ء میں یہ قرضے بڑھ کر **2.7** ارب ڈالر اور **1971**ء میں **3** ارب ڈالر تک جا پہنچے۔ **1977**ء میں پاکستان پر واجب الادا قرضے بڑھ کر دگنا یعنی **6.3** ارب ڈالر ہوگئے جس کے بعد بیرونی قرضے لینے کی روایت بن گئی اور **1990**ء میں یہ قرضے بڑھ کر **21.9** ارب ڈالر جبکہ **2000**ء میں **35.6** ارب ڈالر تک جا پہنچے۔ موجودہ دور حکومت میں پاکستان کے بیرونی قرضے **2016**ء تک **72.98** ارب ڈالر کی خطرناک حد تک پہنچ چکے ہیں۔ وزارت خزانہ کے ترجمان کے مطابق حکومت نے قرضوں کا بوجھ کم کرنے کے لئے پارلیمنٹ سے مختصر اور طویل المیعاد حکمت عملیاں بنا کر انہیں قرضوں کے حد کے قانون (FRDLA) ترمیمی ایکٹ **2005** کا حصہ بنایا ہے جس کے تحت جولائی **2018-24**ء تک ہر سال ملکی قرضوں کو **0.5** فیصد کم کیا جائے گا جس کے بعد **2025-33**ء تک ہر سال قرضوں کو **0.75** فیصد کم کیا جاتا رہے گا اور اس طرح پاکستان کے مجموعی قرضے جی ڈی پی کا موجودہ **61.6** فیصد سے کم ہوکر **50** فیصد تک ہوسکتے ہیں جو بظاہر مشکل نظر آتا ہے۔

حکومت کو 2022ء تک تقریباً 5 ارب ڈالر سالانہ بیرونی قرضوں کی ادائیگی کرنی ہے جبکہ 2017-18ء میں 6 ارب ڈالر قرضوں کی ادائیگیاں ہیں جس میں سے 2.4 ارب ڈالر کی ادائیگی کردی گئی ہے اور آئندہ 6 مہینے میں 3.6 ارب ڈالر کی مزید ادائیگی کرنا باقی ہے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت میں قرضوں کا حجم اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ ان کی ادائیگی کیلئے قرضوں پر قرضے لئے جارہے ہیں جو لمحہ فکریہ ہے۔ قرضے پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے ترقی پذیر ممالک اپنی اقتصادی ترقی کی رفتار تیز تر کرنے کیلئے لیتے ہیں۔ آئی ایم ایف کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ، برطانیہ اور جاپان جیسے ترقی یافتہ ملکوں پر قرضوں کا بوجھ ان کی جی ڈی پی کے 80 سے 100 فیصد تک ہے حتیٰ کہ ہمارے جیسے ترقی پذیر ممالک مصر، سری لنکا اور بھارت کے قرضے اُن کی جی ڈی پی کے 61 فیصد سے زیادہ ہیں۔ مثلاً 2017ء میں مصر کے قرضے جی ڈی پی کے 93.6 فیصد، سری لنکا کے قرضے جی ڈی پی کے 79.5 فیصد اور بھارت کے قرضے جی ڈی پی کے 67.7 فیصد ہیں۔ اگر یہ قرضے ڈیمز بنانے اور دیگر ترقیاتی منصوبوں کیلئے لئے جارہے ہیں اور مکمل ہونے کے بعد منصوبوں سے ہی قرضوں کی ادائیگی ہوسکے تو یہ قرضے ملکی مفاد میں ہیں لیکن ہمارے ہاں قرضے کرنٹ اکاؤنٹ اور بجٹ خسارے کو پورا کرنے اور پرانے قرضوں کی ادائیگی کیلئے لئے جارہے ہیں نہ کہ معاشی ترقی اور تیز جی ڈی پی گروتھ حاصل کرنے کیلئے جو ایک لمحہ فکریہ ہے۔

گزشتہ سال ایف بی آر کے 3500 ارب روپے کے ریونیو میں سے 1482 ارب روپے (42.36 فیصد) قرضوں اور سود کی ادائیگی میں چلے گئے۔ دوسرے نمبر پر 775.86 ارب روپے دفاعی اخراجات اور تیسرے نمبر پر ترقیاتی منصوبوں کیلئے 661.29 ارب روپے خرچ کئے گئے۔ تجزیئے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ حکومت نے مقامی قرضوں پر 1,112 ارب روپے اور بیرونی قرضوں پر 1,118.4 ارب روپے سود ادا کئے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم قرضوں کے ناقابل برداشت بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں اور ہمارا زیادہ تر ریونیو اور وسائل قرضوں اور سود کی ادائیگی میں چلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے تعلیم، صحت، روزگار، پینے کا صاف پانی اور سماجی شعبوں کے ترقیاتی منصوبوں پر اخراجات کیلئے ہمارے پاس فنڈز دستیاب نہیں۔ ملکی قرضوں کے باعث 2011ء میں ہر پاکستانی 46,000 روپے، 2013ء میں 61,000 روپے اور آج ایک لاکھ روپے کا مقروض ہوچکا ہے۔ ان قرضوں کیلئے ہم نے اپنے موٹرویز، ایئرپورٹس اور دیگر قومی اثاثے قرضہ دینے والے اداروں کو گروی رکھوا چکے ہیں جو ایک لمحہ فکریہ ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ بیرونی قرضوں کی ادائیگی کیلئے ایک واضح حکمت عملی کے تحت مہنگے شرح سود کے قرضے ترجیحاً واپس کرے تاکہ ہم اپنی آنے والی نسلوں پر قرضوں کا بوجھ کم کرسکیں۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

بچے

بچی سے زیادتی کا ملزم پولیس کے حوالے

نوشہرہ 18 جنوری کو تحصیل پبی کے علاقے خوش مقام میں چار سالہ بچی کے ساتھ زیادتی کے دلخراش واقعے کے ملزم کو پولیس نے عدالت میں پیش کیا۔، عدالت نے پنجاب سے تعلق رکھنے والے عماد کو تین روزہ جسمانی ریمانڈ پر پولیس کے حوالے کیا اور بچی کا میڈیکل کرانے کے احکامات دیئے۔ ظلم و زیادتی کا یہ واقعہ تحصیل پبی کے علاقے خوش مقام میں اس وقت پیش آیا جب ڈاکٹر نیاز محمد کی 4 سالہ بچی مدیحہ گلی میں کھیل رہی تھی کہ اس دوران سکریپ خریدنے والا شخص جس کا نام عماد ولد اعجاز ہے جس کا تعلق پنجاب سے ہے، بچی کو کھانے کی چیز دے کر اسے قریبی ویرانے میں لے گیا، جہاں اس نے بچی کو زیادتی کا نشانہ بنانے کی کوشش کی، بچی کے شور مچانے پر قریبی گھروں سے لوگ باہر نکل آئے اور ملزم کو پکڑ لیا۔ بعدازاں ملزم کو پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔

(روزنامہ آج)

آکسیجن کی کمی سے 6 بچے جاں بحق

پشاور خیبر پختونخوا کے سب سے بڑے اور پرانے طبی ادارے لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں آکسیجن کی کمی کے باعث نمونیا میں مبتلا 6 بچوں کی موت واقع ہوگئی۔ لیڈی ریڈنگ ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ کے ذرائع کے مطابق نمونیا میں مبتلا بچوں کو ہسپتال لایا گیا جہاں آکسیجن کی کمی کی وجہ سے ان کا بروقت علاج ممکن نہ ہوسکا۔ نمونیا میں مبتلا بچے ہسپتال لائے گئے، 6 ماہ کے ذاکر خان، ایک سالہ حمزہ اور محمد عبید سمیت نمونیا میں مبتلا 6 بچوں کی موت واقع ہوئی۔ ذرائع کے مطابق ہسپتال لائے گئے بچوں کو بروقت آکسیجن فراہم نہیں کی گئی جبکہ والدین بار بار اصرار کر رہے تھے کہ ان کے بچوں کی حالت خطرے میں ہے اور انہیں فوری طور پر آکسیجن فراہم کی جائے تاہم ہسپتال انتظامیہ کی جانب سے بروقت علاج کو ممکن نہیں بنایا جاسکا جس کے باعث 6 بچے زندگی کی بازی ہار گئے۔

(روزنامہ مشرق)

4 سالہ بچی کی تشدد زدہ نعش برآمد

مردان مردان کے گاؤں گوجر گڑھی کے علاقہ جندر پار سے لاپتہ ہونے والی چار سالہ بچی کی کھیتوں سے برآمد ہوئی۔ چار سالہ اسماء 13 جنوری کو گھر سے نکل کر غائب ہوگئی تھی اور اگلے دن اتوار کو گھر کے قریبی کھیتوں میں گنے کی فصل میں اسکی لاش پڑی ہوئی ملی۔ پولیس نے لاش کو پوسٹ مارٹم کیلئے ڈی ایچ کیو ہسپتال منتقل کر دیا۔ بچی کے جسم تشدد کے نشانات سے شبہ ہے کہ اسے گلہ گھونٹ کر ہلاک کیا گیا۔ پولیس نے لاش کے نمونے حاصل کر کے تجزیئے کیلئے لیبارٹری ارسال کر دیئے۔

(روزنامہ آج)

نالے سے بچے کی نعش برآمد

لکی مروت 20 جنوری کو لاپتہ ہونے والے برگئی کے رہائشی چار سالہ روہیل کی نعش نالے سے برآمد کی گئی۔ پولیس نعش کو اپنی تحویل میں لیکر پوسٹ مارٹم کیلئے نورنگ ہسپتال لے گئی۔ ذرائع کے مطابق نورنگ کے دور افتادہ علاقے برگئی میں نالے سے تقریباً چار سالہ روہیل ولد احسان اللہ سکنہ برگئی کی نعش ملی اس کے گلے پر پھندے کے نشانات بھی نمایاں تھے۔ پولیس ذرائع نے مزید بتایا کہ روہیل 18 جنوری کو لاپتہ ہوا تھا۔

(روزنامہ آج)

بچی کی موت گلہ دبانے سے ہوئی، قاتلوں کی گرفتاری کا حکم

مردان 17 جنوری کو انسپکٹر جنرل آف پولیس (آئی جی پی) خیبر پختونخوا صلاح الدین محسود نے کہا ہے کہ مردان میں 4 سالہ بچی کے قتل کی میڈیکل رپورٹ میں موت کی وجہ گلہ دبانے کو قرار دیا گیا ہے۔ رپورٹ میں جنسی تشدد کا اشارہ بھی کیا گیا ہے۔ جلد از جلد اندھے قتل کا سراغ لگایا جائے گا، جبکہ ڈی این اے سمیت دیگر شواہد اکٹھے کئے جارہے ہیں۔ واقعہ کی تفتیش کیلئے ڈی پی او کی سربراہی میں پولیس کی مشترکہ انویسٹی گیشن ٹیم تشکیل دے دی گئی ہے۔ آئی جی پی نے کہا کہ مردان میں قتل ہونے والی بچی کو پولیس اور والدین ملکر تلاش کرتے رہے، لاپتہ ہونے کے دوسرے روز بعد بچی کی لاش ملی جس کا نوٹس لیتے ہوئے ان کے حکم پر آر پی نے تفتیشی ٹیم قائم کی۔ دوسری جانب 14 جنوری کو میڈیکل رپورٹ موصول ہوئی جس میں انکشاف ہوا کہ بچی کی موت گلہ دبانے سے ہوئی ہے لیکن رپورٹ میں جنسی تشدد کا بھی اشارہ کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ ڈی پی او مردان کی سربراہی میں 13 رکنی کمیٹی بنائی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ واقعے کی سائنسی بنیادوں پر تفتیش جاری ہے بہت جلد قتل کا سراغ لگا لیا جائے گا۔

(روزنامہ آج)

تین سالہ بچے سے زیادتی

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نواحی گاؤں 328 ج ب میں حسین نامی شخص نے تین سالہ بچے عثمان طارق کو زیادتی کا نشانہ بنانے کی کوشش کی۔ ایس ایچ او سٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ دی پی او عثمان اکرم گوندل نے واقعہ کا فوری نوٹس لیتے ہوئے ملزم کو گرفتار کر کے مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(اعجاز اقبال)

بچوں کے حقوق وتحفظ کے قوانین پر عملدرآمد کیا جائے

حیدرآباد چائلڈ رائٹس موومنٹ کے رہنما مسٹر زاہد اور مصطفیٰ بلوچ نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ بچوں کے حقوق وتحفظ سے متعلق قانون پر سختی سے عملدرآمد کو یقینی بناتے ہوئے بچوں کو تعلیم صحت و دیگر بنیادی حقوق فراہم کئے جائیں اور بچوں سے جبری مشقت لینے والوں کے خلاف موثر کارروائی کی جائے۔ اگرچہ سندھ میں بچوں کے حقوق کے لیے کئی تنظیمیں کام کر رہی ہیں مگر اس کے باوجود ان کے حقوق پامال ہو رہے ہیں۔ ہزاروں بچے پانچ برس کی عمر سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ دس سے اٹھارہ سال کی عمر کے ایک کروڑ سے زائد بچے جبری مشقت کرنے پر مجبور ہیں جو کہ چائلڈ رائٹس ایکٹ کے منافی ہے۔ انہوں نے 31 دسمبر 2017ء کو حیدرآباد پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ان مسائل کی نشاندہی کی۔

(لالہ عبدالحلیم)

ایک اور بچی کو ہراساں کرنے کی کوشش

نوشہرہ 20 جنوری کو نوشہرہ کے علاقے مانکی شریف میں ایک نو سالہ بچی کو ہراساں کرنے کی کوشش کی گئی۔ تاہم بچی نے بھاگ کر اپنی جان بچائی اور گھر پہنچ گئی جبکہ ملزم فرار ہو گیا۔ نو سالہ عائشہ نے اپنے والد کے ہمراہ تھانہ نوشہرہ کلاں میں رپورٹ درج کراتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے گھر سے کوڑا کرکٹ پھینکنے جا رہی تھی کہ اس دوران زربادشاہ ولد رحیم شاہ سکنہ مانکی شریف گلی میں کھڑا تھا اس کو ٹافیاں خریدنے کے بہانے اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کی جس پر وہ بھاگ کر گھر چلی گئی اور اپنے والدین کو تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔ نوشہرہ کلاں پولیس نے لڑکی کے باپ کی مدعیت میں چائلڈ پروٹیکشن ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔

(روزنامہ مشرق)

بارودی مواد پھٹنے سے بچہ جاں بحق

مہمند ایجنسی جنوری کو مہمند ایجنسی کی تحصیل خویزئی میں سکریپ میں پڑا بارودی مواد پھٹنے سے دس سالہ بچہ جاں بحق ہو گیا۔ مہمند ایجنسی میں 19 جنوری کو تحصیل خویزئی کے علاقہ مامد کور میں مقامی باشندے عبدالستار کا دس سالہ بیٹا حمزہ خان سکریپ ڈھونڈ رہا تھا کہ اس میں پڑا بارودی مواد پھٹنے سے وہ موقع پر جاں بحق ہو گیا۔

(روزنامہ آج)

دھماکے سے 2 بچے زخمی

جنوبی وزیرستان 14 جنوری کو جنوبی وزیرستان میں بارودی سرنگ کے نتیجے میں دو بچے شدید زخمی ہو گئے، جن میں سے ایک کی حالت تشویشناک بتائی جاتی ہے۔ زخمی ہونے والے بچوں کی عمریں 8 سے 10 سال کے درمیان بتائی جاتی ہیں۔ بچوں کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ڈیرہ منتقل کر دیا گیا ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

دستی بم پھٹنے سے ایک بچہ جاں بحق، 2 زخمی

بنوں 13 جنوری کو تھانہ کینٹ کی حدود میں واقع نہر ککوٹ میں دستی بم پھٹنے سے ایک بچہ جاں بحق جبکہ دو بچے زخمی ہو گئے۔ تھانہ کینٹ کی حدود میں واقع نہر ککوٹ میں بچے مچھلی کا شکار کر رہے تھے کہ اس دوران انہیں دستی بم ملا جسے کھلونا یا ناکارہ بم سمجھ کر بچوں نے اس کی پن نکال دی اور بم زوردار دھماکے سے پھٹ گیا جس کے نتیجے میں شوکت خان ولد رحمت خان سکنہ سرائے نورنگ گنڈی چوک جاں بحق ہو گیا جبکہ دو بھائی تحسین اور حسنین ولد نعمت اللہ ساکنان سوکڑی اخوندان زخمی ہو گئے۔ جاں بحق شوکت خان اور زخمی بچوں کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بنوں منتقل کر دیا گیا تھا۔

(روزنامہ آج)

اقلیتیں

ایبٹ آباد میں 6 گھر جا گھروں کو بند کر دیا گیا

پشاور ایبٹ آباد کی ضلعی پولیس کی جانب سے بند کئے گئے چھ گرجا گھروں سے متعلق چیئرمین تحریک انصاف عمران خان اور وزارت داخلہ نے صوبائی حکومت سے جواب طلب کر لیا۔ عمران خان کے مطابق صوبائی حکومت کے ایسا اقدامات سے حکومت کا منفی تاثر ابھرے گا، گرجا گھروں کو بند کرنے سے متعلق جواب دو روز میں جمع کرایا جائے۔ ایبٹ آباد میں ضلعی پولیس کی جانب سے 6 ایسے گرجا گھروں کو بند کر دیا گیا تھا جو کرائے کی عمارت میں قائم کئے گئے تھے اور اب انہیں کھولنے کیلئے ضلعی انتظامیہ نے مقامی مسیحی برادری سے محکمہ داخلہ کا اجازت نامہ طلب کر لیا ہے۔ وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا کے کوآرڈینیٹر برائے اقلیتی امور روی کمار کے مطابق وزارت داخلہ اور چیئرمین تحریک انصاف نے اس حوالے سے اب جواب طلب کر لیا ہے، تاہم صوبائی حکومت ان گرجا گھروں کو کھولنے کیلئے سوچ بچار کرے گی۔ روی کمار نے بتایا کہ محکمہ داخلہ میں ہونے والے اجلاس میں ہزارہ ڈویژن سے تعلق رکھنے والی مسیحی برادری کے رہنماؤں کو بھی مدعو کیا گیا ہے جبکہ کمشنر ہزارہ ڈویژن بھی اجلاس میں موجود ہوں گے۔ انکی موجودگی میں تمام گرجا گھروں کو کھولنے کا اجازت نامہ جاری کر دیا جائے گا، جس کے بعد ڈپٹی کمشنر ایبٹ آباد اس بات کے پابند ہوں گے کہ وہ ان گرجا گھروں کو سکیورٹی فراہم کریں۔ اقلیتی برادری ہزارہ کے صدر نوروز پیٹر کے مطابق مسیحی برادری کے مختلف مسالک ہونے کے باعث مذکورہ نئے گرجا گھر کھولے گئے تھے تاہم رجسٹریشن کا نظام وضع نہ ہونے کے باعث ان کا اندراج حکومت کے پاس نہیں ہو سکا تھا۔ اگر حکومت رجسٹریشن کا آسان نظام وضع کرے تو گرجا گھروں کی رجسٹریشن آسانی سے ہو جائے گی۔ واضح رہے کہ چیئرمین تحریک انصاف نے بھی خیبر پختونخوا حکومت سے گرجا گھروں کی بندش سے متعلق رپورٹ طلب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملک میں اقلیتوں کو آئین پاکستان کے تحت مکمل آزادی حاصل ہے اور اقلیتوں کی مکمل آزادی پر یقین رکھتی ہے۔ صوبائی حکومت کے ایسے اقدام سے دنیا بھر میں منفی تاثر جائے گا، ایسا کرنے سے متعلق محرکات اور وجوہات سے دو روز کے اندر اندر آگاہ کیا جائے۔

(روزنامہ مشرق)

اقلیتوں کی عبادت گاہ کے قریب کوڑا کرکٹ کا ڈھیر

ٹوبہ ٹیک سنگھ انتظامیہ اور مقامی عوامی نمائندوں کی عدم توجہی کے باعث نواحی گاؤں چک 335 گ ب میں اقلیتوں کی عبادت گاہ کے قریب گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ جس وجہ سے نہ صرف راستے سے گزرنا مشکل ہو گیا ہے بلکہ گرجا گھر کے اندر پانی داخل ہو جاتا ہے۔ اقلیتی برادری کا کہنا ہے کہ وہ بھی اس معاشرہ کا حصہ ہیں۔ انہیں بھی جینے کا حق حاصل ہے۔ متعلقہ انتظامیہ اور عوامی نمائندوں نے ان کے مذہبی تہوار پر بھی بدسلوکی اور عدم توجہی کا مظاہرہ کیا۔ ان وجوہات کی بنا پر بارش کا پانی عبادت گاہ کے اندر داخل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ سراپا احتجاج ہیں اور وہ متعلقہ حکام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ذمہ داران کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے۔

(اعجاز اقبال)

انسانی شکارگاہ

حسن مجتبیٰ

ایسا لگتا ہے سارا سندھ غیبی خان چانڈیو جاگیر ہے اور اس میں کشمور سے کراچی تک انسانی شکارگاہ۔

گزشتہ ہفتے 17 جنوری کو جو دن دہاڑے بیچ میہڑ شہر کی گل کالونی میں دو تھانوں اور ڈی ایس پی کے دفتر سے چند سو قدموں پر تین قتل ہوئے ہیں اسطرح کے واقعات سے تو یہی لگتا ہے۔

17 جنوری کی صبح نو بجے ڈی ایس پی آفس اور تھانے کے قریب، چشم دید گواہوں کے مطابق، لینڈ کروز اور ایک کار آ کر رکی۔ کار سے اترنے والے افراد جو خود کار آٹو میٹک ہتھیاروں سے مسلح تھے، نے اپنے ہتھیاروں کے منہ چانڈیو تمندار کونسل کے صدر مختار چانڈیو، اسکے جواں سال بھائی قابل چانڈیو اور والد کرم اللہ چانڈیو پر کھول دیئے۔ باپ اور مختار موقع پر ہی جاں بحق جبکہ شدید زخمی جواں سال قابل چانڈیو لاڑکانہ اسپتال میں دم توڑ گیا۔ اس فائرنگ میں حملہ آوروں میں شامل انکے ہی کراس فائر سے یا مقتولین کی مدد کو آنے والوں کی فائرنگ سے نامی گرامی سابق ڈاکو غلام قادر چانڈیو بھی ہلاک ہوگیا۔ غلام قادر چانڈیو سندھ کا وہ خطرناک ڈاکو تھا، جو 1984 میں سکھر جیل پر حملے اور اسکے توڑے جانے میں بھی ملوث رہا تھا۔ غلام قادر چانڈیو کہا جاتا ہے کہ چند ماہ قبل جیل سے رہا ہو کر آیا تھا اور میہڑ میں چانڈیو تمندار کونسل کے چیئرمین مختار چانڈیو اسکے بھائی اور والد پر حملہ آور قاتل جتھے میں شامل تھا۔ اب مقتولین کے پوتے اور بھائی سمیت متاثرہ خاندان کے سات افراد پر ایک حملہ آور کے قتل کی ایف آئی آر درج ہے جبکہ تینوں مقتولین کے قاتل تا حال آزاد ہیں کیونکہ ان میں حملہ آوروں کو مبینہ ترغیب دینے والا چانڈیو قبائل کا سردار پی پی رکن صوبائی اسمبلی سردار خان چانڈیو اور اسکا بھائی برہان احمد چانڈیو بھی ایف آئی آر میں نامزد ہیں۔ برہان چانڈیو کیلئے مقتولین کے ورثا کا دعویٰ ہے کہ وہ حملے کے وقت موجود تھا اور اپنی لینڈ کروزر کا شیشہ نیچے کر کے حملہ آوروں کو ہدایات دیتا دیکھا گیا۔ جبکہ برہان کا کہنا ہے کہ وہ واقعہ والے دن بدین کے قریب گولاڑچی میں فاضل راہو کی برسی پر بلاول بھٹو کے جلسے میں شریک تھا۔ مقتولین کا سیاسی تعلق بھی حکمران جماعت پی پی پی سے تھا جن میں کرم اللہ چانڈیو پی پی پی یونین کونسل کا چیئرمین اور اسکا جواں سال بیٹا قابل چانڈیو پی پی ٹکٹ کونسل کا منتخب رکن تھا۔

چانڈیو قبیلے کی ایک شاخ کے اراکین اور میہڑ شہر کے ان معززین کو کیوں قتل کیا گیا؟ بظاہر تیس پینتیس سالہ پرانی دشمنی (جس کا تصفیہ بھی ہوگیا تھا) کے پیچھے سندھ کا ہر بچہ اور بالغ جانتا ہے کہ ان تینوں کو محض اس لیے قتل کیا گیا کہ وہ چانڈیو قبائل و برادری پر صدیوں سے قائم سرداری اور قبائلی چانڈیو جاگیر کے سلطانوں کی سلطنت کو چیلنج کرنے لگے تھے۔ مقتولین کے ہمدرد بلکہ غیر جانبدار لوگ بھی یہی کہتے ہیں کہ انکو چانڈیو سردار کی ایما پر قتل کیا گیا کیونکہ انہوں نے چانڈیو قبائل کو اپنے مسئلے آپ حل کرنے کو "چانڈیو تمندار کونسل" تشکیل دی ہوئی تھی اور اسے چانڈیو برادری میں منظم کر رہے تھے، برادری کی چانڈیو قبائل کی دیگر شاخوں اور پڑھے لکھے لوگوں کے ساتھ مل کر۔ انہیں خدشہ ہے کہ اب اس طرح کی مزید وارداتیں ہوسکتی ہیں۔

غیبی چانڈیو جاگیر نے متوسط طبقے یا چھوٹے سفید پوش لیکن پڑھے لکھے چانڈیو لوگوں کے ابھرنے کو اپنے ڈوبنے سے تعبیر کیا۔ "تازہ تہرے قتلوں سمیت دو ہزار تیرہ سے اب تک (جب سے چانڈیو جاگیر کے سردار جو کہ اس سے قبل آمر مشرف کے نظام کا بھی حصہ تھے اب پی پی پی ٹکٹ پر انتخابات جیت کر آئے) چانڈیو قبائل کے چھتیس افراد قتل ہو چکے ہیں۔" مجھے وارہ سے تمندار کونسل میں سرگرم ایک مقامی چانڈیو سیاسی رہنما بتا رہا تھا۔ یہ لوگ مختلف کھڑے کرائے گئے یا بڑھاوا دلائے ہوئے تنازعوں کی آڑ میں قتل کروائے گئے کہ انکی زمینوں پہ قبضے کیے جائیں۔ زمینوں پہ قبضے سندھ میں جاگیرداروں وڈیروں اور اسکے پٹھوں اور پروردہ عناصر کی سیاسی اکانومی ہے۔ یہاں تک کہ سندھ کے سابق وزیر اعلیٰ لیاقت جتوئی کی زمینوں پر بھی اسی جاگیر کی قبائلی سیاسی طاقت سے قبضے کیے گئے ہیں تو عام اور بے پہنچ شہری اور دیہاتی یا عام غریب اور متوسط طبقے کا چانڈیو کیا حیثیت رکھتا ہے۔ زمینوں پر قبضے، لوگوں کو قتل کروانا، جھوٹے مقدمات یہ جاگیرداروں اور سرداروں کے روزمرہ کے معمولات ہیں۔ اسی طرح مجھے چانڈیو معززین نے ٹیلیفون پر بتایا کہ چانڈیو قبائل کے کافی غریب اور سر پھرے لوگوں یا مخالفین پر پولیس کے ذریعے جھوٹی ایف آئی آرز کٹوائی گئی ہیں جن میں فریادی زیادہ تر خود ریاست ہے۔ اس کیلئے اگر ایسے بھی لوگ ہیں جنکے وہ نام ولدیت نہیں بھی جانتے تو ووٹر فہرستوں سے نام دیکھ کر جھوٹی اور اندھی ایف آئی آرز کٹوائی گئی ہیں۔ مجھے مقامی صحافیوں نے بتایا کہ انکی تحقیق کے مطابق چانڈیو جاگیر میں کاغذات میں دو میلوں کی پٹی پر مشتمل تیس ہزار ایکڑ زمین کو ریکارڈ پر محض 445 ایکڑ دکھایا گیا۔ کیونکہ ان زمینوں میں تیل اور گیس کے ذخائر ہیں۔ صرف سات سو ایکڑ کی مزید پٹی پر تیل اور گیس کی رائلٹی سے کوئی بھی ترقیاتی کام نہیں کرائے گئے۔ تیل گیس کی فیلڈز پر مقامی قبائل اور برادری کے لوگوں کو روزگار کی فراہمی اور زمینوں پر قبضوں کے خلاف خود کو منظم کرنے کو چانڈیو تمندار کونسل بنائی گئی جس نے چانڈیو جاگیر اور اسکے سرداروں کو برہم کر دیا۔ جیسے مقتولین کی انکی زندگی میں میہڑ میں ڈیرے پر تمندار کونسل کے ایک اجلاس کی وڈیو میں سنا جاسکتا ہے۔

یہ پہلی بار ہوا ہے ڈیڑھ دو سو سالہ تاریخ میں چانڈیو قبائل کے کچھ سر پھرے لیکن پڑھے لکھے اور سیانے لوگوں نے چانڈیو جاگیر کے تسلط سے انحراف کیا۔ جسکی پاداش میں تین اہم معززین اپنی جان گنوا بیٹھے۔ جس پر سندھ سراپا سوگ ہے، سراپا احتجاج ہے۔ 1818 سے سے لیکر آج تک اس پھیلی ہوئی جاگیر پر (جو سندھ کے تالپور حکمرانوں نے چانڈیو قبیلے کے اس وقت کے سردار ولی محمد خان کو دی تھی جس کی سندھ گزیٹر کے مطابق 1859 میں انگریزوں نے اسکے بیٹے غیبی خان کو بذریعہ سند توثیق کی۔ سندھ کے قابض چارلس نیپئر کی طرف سے سندھ کی فتح میں ساتھ دینے پر جاگیر پھر ولی محمد کے بیٹے غیبی خان کو بحال کر دی گئی۔

"سردار شبیر احمد چانڈیو کی ہر برسی پر انکی یاد میں کوئی اسکول اسپتال میٹرنٹی ہوم کھولنے یا طبی کیمپ کے بجائے نشانے بازی کے مقابلے ہوتے ہیں جن میں سندھ سمیت پورے ملک کے بااثر سول اور غیر سول حکام اور غیر حکام شریک ہوتے ہیں" علاقے سے تعلق رکھنے والا ایک صحافی مجھے بتا رہا تھا۔ چانڈیو سردار بائیس لاکھ روپے کی فیس دیکر افریقہ کے جنگلوں میں اس سال بھی شیر کا شکار کھیل کر آیا ہے لیکن کاچھو کے علاقے میں عوام اور ووٹروں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں۔ وہ صحافی مجھے بتا رہا تھا "ایف آئی آر میں نامزد انتہائی طاقتور سرداروں کے خلاف کارروائی کرنا بلی کو نہیں شیر کے گلے میں گھنٹی باندھنے کے برابر ہے۔ شیر کو کون پکڑے شیرے شیر تیرے منہ میں تین سر پھرے چانڈیوں کے خون کی بو" کون کہے!

"دادو مورو میہڑ میں ڈھول جوان قتل ہوئے؟" اگر قتل کے مقدمے میں ذوالفقار علی بھٹو گرفتار ہوسکتا ہے تو اگر ملوث نکلے تو پھر غیبی جاگیر کے نوابزادے کیوں نہیں؟ مگر انکی پکڑ کرے گا کون اسکاٹ لینڈ یارڈ تو آنے سے رہی۔ اپنی فطرت میں سارے خاکی غیر خاکی ان کی نشانہ بازی اور شکار کی دعوتوں کے مزے اڑاتے ہیں۔ اب جانوروں سے یہ شکار انسانوں تک کب کا پہنچ چکا ہے۔

کیا آپ جانتے ہو یہی غیبی جاگیر تھی جہاں سندھ کے عظیم ہاری رہنما حیدر بخش جتوئی، جنہیں سندھ کے لوگ بابائے سندھ کہتے ہیں، کو اور ان کے ساتھیوں کو ان کی سردار احمد سلطان چانڈیو کے خلاف انتخابی مہم کے دوران ایک گاؤں بٹھی لشکر خان میں درختوں سے باندھ کر بھنبھنایا گیا تھا۔ نواب چانڈیو کے وانٹھوں (حواریوں) کو حکم دیا گیا کہ وہ حیدر بخش جتوئی اور ان کے ساتھیوں پر کتوں کی طرح بھنبھنائیں اور انہیں بھنبھوڑیں۔ یہ انتخاب احمد سلطان چانڈیو جیت گیا لیکن بعد میں انتخابی ٹریبونل نے اسکی عمر چھوٹی ثابت ہونے پر کچھ وقت کیلئے اسے نااہل قرار دے دیا تھا۔ لیکن چانڈیو نواب احمد سلطان کو عمر کا جعلی سرٹیفکیٹ جاری کرنے والا پرائمری ٹیچر لاہوری محلے لاڑکانہ کا صوفی دھنی بخش سہاگ اپنی نوکری گنوا بیٹھا تھا۔ اب حالیہ دنوں میں اس کا پوتا کہتا ہے کہ "میں دو ٹکڑے کے ووٹوں کی پروا نہیں کیا کرتا"

(بشکریہ جنگ)

’’مبینہ مقابلے‘‘

الیاس شاکر

عالم اسلام کا سب سے بڑا شہر کراچی خبروں میں رہنا جانتا ہے... اِس شہر نے 1992ء دیکھا پھر 1995ء اور 1998ء بھی دیکھا اور اب 2018ء بھی دیکھ رہا ہے۔ اس شہر کی سڑکوں اور گلیوں نے بہت خون پیا ہے۔ کبھی دہشت گردی‘ کبھی ٹارگٹ کلنگ‘ کبھی بم دھماکے‘ کبھی خودکش حملے اور کبھی ذاتی دشمنی کے واقعات کا لہو بھی کراچی کی سڑکوں پر بہتا ہے۔ کراچی میں سب سے زیادہ ماورائے عدالت قتل ایم کیو ایم کے کارکنان کے ہوئے۔ سب سے زیادہ لوگ 1992ء میں مارے گئے‘ جس کی آواز آج بھی اٹھائی جاتی ہے‘ لیکن انصاف کہیں نہیں۔

2018ء کی شروعات ہی "پولیس مقابلوں‘‘ سے ہوئی۔ ایک کے بعد ایک تین مقابلے ایسے ہوئے جن کے اصلی اور جعلی ہونے پر تحقیقات جاری ہیں۔ پہلا مقابلہ ڈیفنس میں ہوا جس میں 19 سالہ انتظار کو قتل کیا گیا۔ اس مقابلے میں مطلوب 9 میں سے 8 پولیس اہلکار اب تک گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ ابھی انتظار قتل کیس کی تحقیقات جاری تھیں کہ ایس ایس پی ملیر راؤ انوار نے ایک پولیس مقابلے میں چار دہشت گردوں کے مارنے کا اعلان کیا۔ ہر مقابلے کی طرح یہ بھی "اصلی‘‘ ہو جاتا لیکن نقیب اللہ محسود کے سوشل میڈیا اکاؤنٹ نے اُسے گمنامی سے بچالیا۔ سوشل میڈیا سے شروع ہونے والا احتجاج الیکٹرانک میڈیا تک پہنچا اور پھر ہر طرف جعلی مقابلوں کی " گونج‘‘ سنائی دینے لگی۔ شارع فیصل پر بھی پولیس کی گولیوں نے پانچ بہنوں کے اکلوتے بھائی مقصود کو نشانہ بناڈالا یہ جنوری کا تیسرا مقابلہ تھا۔

انکاؤنٹر سپیشلسٹ کے ’’درجے‘‘ پر فائز ایس ایس پی راؤ انوار کا "مقابلہ‘‘ ٹاپ ٹرینڈ بن گیا۔ راؤ انوار کا یہ پہلا یا دوسرا مقابلہ نہیں تھا۔ راؤ انوار کے دہشت گردوں کے ساتھ مقابلوں کو "چائنہ مقابلوں‘‘ کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ مقابلے کا آغاز اور اختتام چند ہی منٹوں پر محیط ہوتا ہے۔ حیران کن طور پر ان مقابلوں میں صرف دہشت گرد ہی مارے جاتے ہیں۔ جبکہ مارے جانے والے دہشت گرد "نامی گرامی‘‘ اور ان کے پاس سے ملنے والا اسلحہ بھی انتہائی جدید ہوتا ہے لیکن کبھی کوئی پولیس اہلکار زخمی نہیں ہوتا۔

کراچی پولیس کے راؤ انوار واحد رینکر افسر ہیں جو کسی ضلع کی سربراہی کر رہے تھے۔ 1980ء کی دہائی میں بطور اے ایس آئی بھرتی ہونے والے راؤ انوار سب انسپکٹر بنتے ہی ایس ایچ او کے منصب پر پہنچ گئے۔ وہ زیادہ تر گڈاپ تھانے میں تعینات رہے۔ 1992ء میں جب ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن شروع ہوا تو راؤ انوار بھی پیش پیش تھے۔ جنرل پرویز مشرف کے دور حکومت میں جب ایم کیو ایم کو قومی دھارے میں شامل کیا گیا تو راؤ انوار "چھٹیوں‘‘ پر چلے گئے اور دبئی میں مقیم ہو گئے۔ بعد میں بلوچستان واپس آئے اور کوئٹہ میں ایس ایچ او رہے۔ 2008ء میں جب پیپلز پارٹی سندھ میں برسراقتدار آئی تو راؤ انوار نے دوبارہ کراچی کا رخ کیا۔ گزشتہ دس سال میں وہ زیادہ تر ایس ایس پی ملیر کے عہدے پر ہی فائز رہے ہیں۔ متعدد رہائشی منصوبے اسی حدود میں زیر تعمیر ہیں جبکہ ملیر کو ریتی بجری کی "جنت‘‘ کہا جاتا ہے جو کروڑوں کا کاروبار ہے۔

ایم کیو ایم کے اقتدار سے علیحدہ ہونے کے بعد راؤ انوار ایم کیو ایم پر وار کرتے رہے۔ 2015ء میں انہوں نے متحدہ قومی موومنٹ پر بھارتی خفیہ ادارے "را‘‘ سے روابط رکھنے کا الزام عائد کیا۔ انہوں نے ایس ایس پی کی حیثیت سے ایک پریس کانفرنس بھی کر ڈالی‘ اور وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا کہ ایم کیو ایم پر پابندی عائد کی جائے۔ اس وقت کے وزیراعلیٰ سندھ قائم علی شاہ نے ان الزامات پر ناراضگی کا اظہار کیا اور راؤ انوار کو عہدے سے ہٹا دیا گیا‘ لیکن یہ معطّلی عارضی رہی۔ 2016ء میں راؤ انوار کو آخری بار اس وقت معطل کیا گیا تھا‘ جب انہوں نے ایم کیو ایم کے پارلیمانی رہنما خواجہ اظہار الحسن کو گرفتار کیا... جس پر وزیر اعلیٰ مراد علی شاہ نے انہیں معطل کیا؛ تاہم چند ماہ بعد ہی وہ پھر اپنی کرسی پر جھولتے نظر آئے۔ میئر کراچی وسیم اختر کو بھی راؤ انوار نے ہی گرفتار کیا اور دعویٰ کیا تھا کہ وہ متعدد مقدمات میں مطلوب ہیں۔ ڈاکٹر فاروق ستار انہیں پیپلز پارٹی کی قیادت کا خاص الخاص قرار دے چکے ہیں‘ جبکہ مسلم لیگ ن کے رہنما نہال ہاشمی نے بلدیاتی انتخابات میں الزام عائد کیا تھا کہ راؤ انوار نے ان کے لوگوں کو منحرف کر کے پیپلز پارٹی کے ضلعی چیئرمین کو ووٹ ڈلوائے۔

کراچی پولیس کے راؤ انوار واحد رینکر افسر ہیں جو کسی ضلع کی سربراہی کر رہے تھے۔ **1980**ء کی دہائی میں بطور اے ایس آئی بھرتی ہونے والے راؤ انوار سب انسپکٹر بنتے ہی ایس ایچ او کے منصب پر پہنچ گئے۔ وہ زیادہ تر گڈاپ تھانے میں تعینات رہے۔

2015 میں عیدالضحیٰ کے موقع پر ایک نجی چینل پر خبر نشر ہوئی کہ "راؤ انوار نے زرداری ہاؤس میں سابق صدر آصف علی زرداری کے ساتھ نماز عید ادا کی‘‘... اور پھر سب کو عارضی معطّلی اور بحالی کی وجہ بھی سمجھ آ گئی۔ سیاسی تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ اگر راؤ انوار گرفتار ہوئے تو وہ بہت سے لوگوں کے راز فاش کر دیں گے۔ کئی برسوں سے وہ کس کی پشت پناہی پر جعلی پولیس مقابلے اور زمینوں پر قبضے کرتے آئے ہیں... یہ سب راز سامنے آ جائیں گے۔ اُن کی گرفتاری عزیر بلوچ سے بھی زیادہ تباہ کن ثابت ہوسکتی ہے۔ یہ دعویٰ بھی سامنے آ رہا ہے کہ راؤ انوار کو جعلی پولیس مقابلے میں قتل بھی کروایا جا سکتا ہے تا کہ ان کے سینے میں دفن راز باہر نہ آ سکیں اور ان کی پشت پناہی کرنے والے بے نقاب نہ ہو جائیں۔

پولیس کے اندرونی ذرائع کا کہنا ہے کہ راؤ انوار کے پولیس افسران سے مراسم بھی قابل ذکر نہیں ہیں۔ ایڈیشنل آئی جی ثناءاللہ عباسی کو وہ "لفٹ‘‘ ہی نہیں کراتے تھے۔ وہ ان کا فون بھی اٹینڈ نہیں کرتے تھے۔ کئی بار ثنا اللہ عباسی نے انہیں طلب کیا تو راؤ انوار نے انہیں ہی "طلب‘‘ کر لیا کہ میرے دفتر آ جائیں... اور اب وہی ثنا اللہ عباسی تحقیقاتی کمیٹی کے سربراہ ہیں۔ یہی صورتحال ہر آنے والے آئی جی سندھ کے ساتھ رہی۔ سی ایس پی افسران کیلئے ایک میٹرک پاس افسر کا ایسا برتاؤ ناقابل قبول تھا‘ لیکن وہ کڑوے گھونٹ پیتے رہے۔ راؤ انوار نے ضلع ملیر میں تمام ایس ایچ اوز اور چوکی انچارجز اپنی پسند اور بھروسے کے افسران کو ہی تعینات کر رکھا تھا۔ اور ان کے آرڈرز بھی آئی جی سندھ کی خواہش کے برخلاف جاری کئے جاتے تھے۔

راؤ انوار کے خلاف ماضی کی انکوائریاں اس بات کی گواہ ہیں کہ معاملہ اس وقت تک ہی " گرم‘‘ رہا جب تک میڈیا نے اسے ٹاک شوز اور بُلیٹنز کی زینت بنائے رکھا۔ میڈیا سے خبریں "آؤٹ‘‘ ہوتیں اور راؤ انوار "اِن‘‘ ہو جاتے تھے۔ لیکن اس بار کچھ تبدیلیاں نظر آ رہی ہیں۔ واقفانِ حال کہتے ہیں کہ سندھ کی انتہائی اہم شخصیت سے راؤ انوار کے تعلقات کشیدہ ہو چکے تھے اور نقیب اللہ مقابلے کے فوری بعد جب راؤ انوار نے مذکورہ شخصیت سے فون پر رابطہ کیا تو دوسری جانب سے کال اٹینڈ نہیں کی گئی۔ پھر مذکورہ شخصیت کے معتمد خاص سے رابطہ ہوا تو انہوں نے معاملہ خود سلجھانے کا مشورہ دیا۔ اختلافات کی وجہ ایک بہت بڑا پروجیکٹ بتائی جا رہی ہے‘ جہاں راؤ انوار نے براہ راست مراسم بنا لئے تھے‘ لیکن موجودہ صورتحال کا اندازہ راؤ انوار کو بھی بخوبی ہو گیا تھا‘ اس لئے انہوں نے اپنے "دست راست‘‘ ہیڈ کانسٹیبل کو بھی بتا دیا تھا کہ "اب معاملہ زیادہ بگڑ چکا ہے آپ لوگ نکل جائیں‘‘۔ مذکورہ ہیڈ کانسٹیبل کوچ کی سیٹ نہ ملنے پر رات گئے خیبر میل ٹرین کے ذریعے لانڈھی سٹیشن سے گھوٹکی روانہ ہوا۔ اسی طرح ملیر کے تمام تھانوں میں تعینات راؤ انوار کے خاص پولیس افسران واہلکاروں کو بھی موبائل فون بند کرنے اور منظر نامے سے ہٹنے کی ہدایات جاری کی گئیں۔ اس وقت ملیر پولیس انتہائی غیر یقینی کی کیفیت میں مبتلا ہے۔ کسی کو کچھ نہیں معلوم کہ کیا ہونے والا ہے۔ اور سب سے اہم بات کہ تحقیقاتی کمیٹی کے سربراہ ثناءاللہ عباسی ہیں جن کی ایمانداری کی شہرت اسلام آباد تک ہے۔ ایسی صورتحال میں اگر راؤ انوار ایک بار پھر " کلین چٹ‘‘ لینے میں کامیاب ہو گئے تو پھر کراچی پولیس واضح طور پر دو دھڑوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ایک دھڑا کراچی پولیس اور دوسرا ملیر پولیس کہلائے گا۔ اس کے بعد مقابلے بھی بڑھیں گے اور "ریٹ‘‘ بھی۔ لیکن اگر کارروائی ہوئی تو پھر نیب بھی حرکت میں آئے گا اور ایک ایس ایس پی کی تنخواہ کا "پوسٹ مارٹم‘‘ بھی ہو گا۔ اور آمدن سے زیادہ اثاثے بنانے کا مقدمہ بھی درج ہوسکتا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ دنیا)

تعلیم

استاد کا کمسن بچے پر تشدد

مـــردان 14 جنوری کو پرائیویٹ سکول کے استاد نے ماہانہ فیس نہ لانے پر جماعت اول کے طالب علم سعد کو شدید تشدد کا نشانہ بنایا۔ جماعت اول کے طالب علم کو والد نے پولیس تھانہ لے جاکر رپورٹ درج کرائی۔ شیر گڑھ کے رہائشی محمد اقبال نے صحافیوں کو بتایا کہ اس کے بیٹے کو نجی سکول کے استاد نے ماہانہ فیس نہ لانے پر وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا ہے اور جب اس سلسلے میں سکول انتظامیہ سے رابطہ کیا تو اس نے دھکے دے کر مجھے سکول سے نکال دیا۔ انہوں نے کہا کہ کمسن بچوں پر تشدد انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی ہے جس میں ملوث افراد کے خلاف سخت کاروائی ہونی چاہئے۔ انہوں نے حکومت اور متعلقہ اعلیٰ حکام سے فوری طور پر بچے پر تشدد میں ملوث استاد کے خلاف کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

فرسودہ روایات وافکار کا انہدام

شجاعت علی

عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہے کہ جو کام مرد کرتے ہیں وہ خواتین نہیں کرسکتیں مگر ہنزہ کے ایک چھوٹے سے گاؤں شمشال میں یہ سوچ اس وقت ناکامی سے ناچار ہوئی جب 2013 میں ثمینہ بیگ نے دنیا کے بلندترین پہاڑ ماؤنٹ ایورسٹ پر پاکستانی پرچم لہرایا اور پھر 2014ء تک سات براعظموں کے سات بلندترین پہاڑوں (Seven Summits) سر کیے۔ وہ پاکستان کی واحد خاتون ہیں جنہوں نے ماؤنٹ ایورسٹ اور سات براعظموں کے سات بلندترین پہاڑ سر کئے ہیں۔ وہ ماؤنٹ ایورسٹ پر جانے والی سب سے کم عمر مسلمان خاتون بھی ہیں۔ جب انہوں نے ماؤنٹ ایورسٹ سر کیا تھا اس وقت ان کی عمر 21 برس تھی۔

وہ دن ماضی کا حصہ بن چکے ہیں جب خواتین کا کردار صرف گھریلو سرگرمیوں تک محدود تھا۔ وہ اب سماجی و معاشی ترقی میں مساوی کردار ادا کر رہی ہیں۔ مساوی اور منصفانہ ترقی کے لیے معاشرے میں خواتین کا سرگرم کردار اور فیصلہ سازی میں ان کی شمولیت انتہائی ضروری ہے۔ شمشال کی عورتوں نے تجارتی غرض سے سونا کھودنے اور ساحلی بیرا اکٹھا کرنے کی مہارت حاصل کرکے ایک اور معرکہ سر کیا ہے۔ گزشتہ برس، اکتوبر کے آخری ہفتہ کے دوران، شمشال کی دس عورتوں نے سونا تلاش کرنے کی تربیت حاصل کی۔ تربیت کا اہتمام آغا خان اکنامک پلاننگ بورڈ کی مقامی شاخ نے کیا تھا۔ اس مقصد کے لیے دو مقامی ماہرین کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ مردوں کی تربیت کے لیے منعقد اس تقریب سے متاثر ہو کر گاؤں کی خواتین نے بھی تربیت حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی جس پر مقامی تربیت یافتہ لوگوں نے انہیں بھی اس شعبہ میں لانے کا فیصلہ کیا۔ ایک سماجی کارکن نادر شاہ نے اپنے دیگر ساتھیوں کی مدد سے دس خواتین کی تربیت کا بندوبست کیا۔ تربیت لینے والی خواتین بہت پرجوش تھیں کہ وہ اب مستقبل میں ایک باوقار طریقے سے اپنی معاشی ضروریات کا بندوبست کرسکیں گی۔ پاکستان معدنیاتی ترقی کارپوریشن (پی ایم ڈی سی) کے ایک سروے نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ گلگت بلتستان کے تقریباً 11 مقامات ایسے ہیں جہاں کے پہاڑوں سے سونے کے ذخائر ملنے کی قومی امکانات ہیں۔ سروے کے دوران گلگت بلتستان سے سونے کے 186 ذخائر دریافت ہوئے تھے۔

(بشکریہ پامیر ٹائمز)

03014851116

پنجاب یونیورسٹی میں ہنگامہ، وائس چانسلر مستعفی ہوں

لاہــور سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کی سابق صدر عاصمہ جہانگیر نے پنجاب یونیورسٹی میں ہنگامہ آرائی کے معاملے پر وائس چانسلر کے استعفے اور سابق چیف جسٹس صاحبان پر مشتمل کمیٹی بنانے کا مطالبہ کر دیا۔ پشتون اور بلوچ طلبہ کے ہمراہ لاہور پریس کلب میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بلوچ اور پشتون بے قصور طلباء کو گرفتار کرکے انسداد دہشت گردی کے مقدمات بنائے جارہے ہیں۔ اگر وائس چانسلر کا بیان آئے کہ طلبہ کو ڈنڈے دے کر پہاڑوں میں بھیج دیں گے تو یہ افسوسناک ہے۔ ایسے بیان کے بعد وائس چانسلر کا عہدے پر رہنا نہیں بنتا۔ انہوں نے کہا کہ ہم لسانیت کے سخت خلاف ہیں، کس کوی بھی صوبائیت کے نام پر دنگا فساد اور توڑ پھوڑ کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، جب بلوچستان میں پنجابی آبادکاروں کو نشانہ بنایا جارہا تھا تو ہم نے وہاں جاکر بھی دھرنا دیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ گرفتار طلبہ کو رہا کیا جائے۔ (نامہ نگار)

سرکاری حکام کی غفلت پر اساتذہ کا احتجاج

حیــدرآبــاد 6' جنوری کو کراچی میں اساتذہ پر کئے جانے والے تشدد کے خلاف نیشنل ٹیسنگ سروس (این ٹی ایس) کا امتحان پاس ٹیچرز نے حیدرآباد پریس کلب کے سامنے مظاہرہ کیا۔ حکومت اور کراچی انتظامیہ کے خلاف نعرے بازی کی گئی۔ مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے آل سندھ این ٹی ایس پاس ٹیچرز ضلع حیدرآباد کے صدر محسن بھٹی نے چیف منسٹر آف پاکستان سمیت دیگر اعلیٰ حکام سے اپیل کی ہے کہ اساتذہ کے ساتھ کی جانے والی زیادتیوں کا نوٹس لیا جائے اور ان کے جائز مطالبات تسلیم کئے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ پورا سندھ ایک پولیس اسٹیٹ بن گیا ہے۔ کراچی میں اپنے حقوق کے لیے احتجاج کرنے والوں پر لاٹھیاں برسائی جارہی ہیں۔ ان کو تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ سخت سردی کے موسم میں یہ لوگ احتجاج کر رہے ہیں۔ مگر صوبائی محکمہ تعلیم کے ذمہ داران خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔

(لالہ عبدالحلیم)

گرلز پرائمری سکول کو تعلیم کے لیے کھولا جائے

خیبرایجنسی خیبرایجنسی کے علاقے ملاگوری میں طالبات کا پرائمری سکول 15 سال سے بند ہے۔ ملاگوری کے عمائدین کا کہنا ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول حارث کلے شیر برج کی عمارت 2002ء میں تعمیر کی گئی تھی، مگر پندرہ سال کی مدت گزرنے کے باوجود بھی تاحال سکول کو سٹاف مہیا نہیں کیا گیا ہے جس کی وجہ سے علاقے کی سینکڑوں بچیاں زیور تعلیم سے محروم ہیں، جبکہ بہت سی مقامی طالبات دور دراز کے علاقوں میں تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں۔ عمائدین ملاگوری قوم نے بتایا کہ سکول میں تعمیر شدہ کمروں میں دراڑیں پڑ چکی ہیں اور سکول کی عمارت گرنے کا خدشہ ہے۔ انہوں نے بتایا کہ کئی برس سکول کی عمارت کی تعمیر پر لاکھوں روپے کا خرچہ آیا مگر تاحال سکول کو سٹاف مہیا نہیں کیا گیا ہے۔ لوگوں کا مطالبہ ہے کہ سکول کو جلد از جلد سٹاف مہیا کیا جائے تاکہ ملاگوری میں رہنے والے افراد کی بچیاں زیور تعلیم سے آراستہ ہوسکیں۔

(روزنامہ ایکسپریس)

طالبہ کو ہراساں کرنے پر 47 سالہ شخص گرفتار

پشاور 20 جنوری کو پشاور میں سکول کی طالبہ کو ہراساں کرنے کا واقعہ سامنے آیا۔ طالبہ کو ہراساں کرنے کے الزام میں پولیس نے ایک شخص کو گرفتار کرکے تفتیش کا آغاز کر دیا ہے۔ پولیس ذرائع کے مطابق سردار احمد جان کالونی کے 47 سالہ گوہر خان پچھلے کئی دنوں سے 14 سالہ طالبہ کو سکول جاتے اور آتے ہوئے ہراساں کرتا تھا جس پر طالبہ نے اپنے والد اور بھائی کے ہمراہ پولیس کو شکایت درج کرتے ہوئے بتایا کہ گوہر نامی شخص نے کئی مرتبہ اسے موبائل نمبر دینے کی کوشش کی ہے۔ بار بار ہراساں کرنے پر وہ مجبور ہوگئی اور والدین کو واقعے کے حوالے سے بتایا۔ پولیس کے مطابق گوہر نے ان کے گھر والوں پر فائرنگ بھی کی جس کی رپورٹ لڑکی نے خود تھانہ فقیر آباد میں درج کروائی۔ رپورٹ درج کرنے کے بعد پولیس نے گوہر نامی شخص کو گرفتار کرکے تفتیش شروع کردی ہے۔ (روزنامہ مشرق)

مبینہ قاتل کے سہولت کار کی گرفتاری

مردان گرفتار ہونے والے ملزم صادق آفریدی مرکزی ملزم مجاہد آفریدی کے بھائی ہیں۔ پولیس کے مطابق حراست میں لیے جانے والے ملزم نے مبینہ قاتل مجاہد آفریدی کی معاونت کی تھی۔ ایوب میڈیکل کالج ایبٹ آباد میں ایم بی بی ایس تھرڈ ایئر کی نوجوان طالبہ عاصمہ رانی کو اتوار کو کوہاٹ کے علاقے میانخیل میں اس وقت گولیاں مار کر قتل کیا گیا جب وہ گھر سے کہیں جا رہی تھیں۔ مقتولہ کے بھائی عرفان کی طرف سے درج کردہ ابتدائی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ قاتل ان کی بہن سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن ملزم پہلے سے شادی شدہ تھا جس کے باعث رشتہ دینے سے انکار کیا گیا تھا۔ پولیس ذرائع کے مطابق ایک ملزم واردات کے فوری بعد بینظیر بھٹو انٹرنیشنل ایئر پورٹ اسلام آباد سے سعودی عرب فرار ہوگیا۔ خیبر پختونخوا میں گذشتہ چند ہفتوں کے دوران لڑکیوں کے خلاف تشدد کے واقعات بڑھتے جا رہے ہیں مقتولہ نے موت سے قبل ایک ویڈیو بیان دیا تھا جس میں ملزم مجاہد آفریدی کا نام لے کر اسے قتل کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ یہ ویڈیو سماجی رابطوں کی ویب سائیٹس پر بھی جاری کی گئی ہے۔ دریں اثنا مقتولہ کے والد نے الزام لگایا ہے کہ ان کی بیٹی کا قاتل حکمران جماعت تحریک انصاف کے ضلعی صدر کا بھتیجا ہے۔ انھوں نے کہا کہ قاتل واردات کرکے کیسے ملک سے فرار ہوا اور پولیس اس دوران کہاں تھی؟ ادھر ملزم کے چچا اور تحریک انصاف کوہاٹ کے صدر آفتاب عالم نے کہا ہے کہ قاتل کی گرفتاری کے لیے پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے ہر قسم کا تعاون کیا جائے گا۔ انھوں نے ان اطلاعات کی سختی سے تردید کی کہ قاتل کو بچانے کے لیے سیاسی اثر ورسوخ کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ خیال رہے کہ خیبر پختونخوا میں گذشتہ چند ہفتوں کے دوران لڑکیوں کے خلاف تشدد کے واقعات بڑھتے جا رہے ہیں جبکہ بیشتر واقعات میں ملزمان فرار ہوچکے ہیں جس سے پولیس کی کارکردگی پر بھی کئی سوالات اٹھائے جا رہے ہیں۔ تقریباً دو ہفتے قبل مردان میں چار سالہ بچی کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا جس کا اعلیٰ سطح پر نوٹس بھی لیا گیا۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

گرلز سکول کو ہائیر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا جائے

پشاور 31 دسمبر 2017 کو یونین کونسل شیخ آباد کی خاتون کونسلر شوکت علی نے مطالبہ کیا ہے کہ شیخ آباد میں طالبات کے سکول کو ہائیر سیکنڈری کا درجہ دیا جائے۔ اپنے ایک بیان میں انہوں نے بتایا کہ شیخ آباد کی طالبات کو کالج کلاسز کیلئے دور دراز علاقوں میں جانا پڑتا ہے جبکہ بیشتر والدین علاقے میں کالج نہ ہونے کے باعث بچیوں کی پڑھائی کا سلسلہ ختم کردیتے ہیں۔ چنانچہ علاقے میں ہائیر سیکنڈری سکول کا قیام ناگزیر ہے۔ انہوں نے صوبائی وزیر تعلیم اور دیگر متعلقہ حکام سے مطالبہ کیا کہ شیخ آباد میں واقع طالبات کے سکول کو ہائیر سیکنڈری کا درجہ دیا جائے اور طالبات کیلئے سکول میں سہولیات میں اضافہ کیا جائے۔

(روزنامہ آج)

طالبات تعلیم سے محروم

خیبرایجنسی ملاگوری کے مشران نے میڈیا کے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ملاگوری کے علاقے پائندی للمہ میں ملک شاہ عالم کے نام سے کمیونٹی گرلز پرائمری سکول نمبر 2 بنایا گیا تھا جس میں مقامی طالبات تعلیم حاصل کر رہی تھیں اور سکول کیلئے 2008ء میں دو کمروں پر مشتمل پکی عمارت بھی بنائی گئی، جبکہ مقامی سطح پر ایک تربیت یافتہ استانی بھی تین سو مقامی بچیوں کو فرض شناسی کے ساتھ پڑھا رہی تھی لیکن بدقسمتی سے کمیونٹی سکول 2014ء میں ختم کردیا گیا ہے جس کی وجہ سے سینکڑوں مقامی بچیاں زیور تعلیم سے محروم ہوگئی ہیں۔ (روزنامہ آج)

استانیوں کا طالبات پر تشدد

نوشہرہ ڈپٹی کمشنر نوشہرہ نے استانیوں کی جانب سے طالبات پر تشدد کی خبروں کا نوٹس لیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر نے محکمہ تعلیم زنانہ نوشہرہ کو معاملے کی انکوائری کرنے اور ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کا حکم دے دیا۔ انہوں نے کہا کہ قوم کی بچیوں پر تشدد کی اجازت نہیں دی جائیگی، ذمہ داروں کا تعین کرکے قانون کے مطابق کارروائی کرینگے۔ متعلقہ ضلعی حکام کو جلد معاملے کی تحقیقات اور رپورٹ جمع کرانے کی ہدایت کردی۔ ڈپٹی کمشنر ریونیو نوشہرہ کو جلد معاملے کی تحقیقات اور رپورٹ جمع کرانے کی ہدایت بھی کی گئی ہے۔

(روزنامہ آج)

طالبہ کو گولی ماردی گئی

پشاور 12 جنوری کو پہاڑی پورہ کے علاقہ غریب آباد میں نامعلوم شخص نے مقامی کالج کی طالبہ کو گولی ماردی۔ ملزم ارتکاب جرم کے بعد فرار ہوگیا۔ مجروحہ کو تشویشناک حالت میں ہسپتال داخل کرا کے واقعہ کی رپورٹ درج کرلی گئی ہے۔ غریب آباد کی رہائشی اختر بی بی نے زخمی حالت میں پولیس کو رپورٹ درج کراتے ہوئے بتایا کہ وہ گزشتہ روز اپنے کالج سے چھٹی کے بعد واپس گھر جا رہی تھی اس دوران راستہ میں سپلائی گیٹ کے قریب نامعلوم شخص نے اسے فائرنگ کرکے شدید زخمی کردیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی۔

(روزنامہ آج)

داخلہ فیسوں میں اضافہ، طلباء کا احتجاج

مردان گورنمنٹ پولی ٹیکنک انسٹیٹیوٹ تخت بھائی کے سینکڑوں طلباء فیسوں میں اضافے کے خلاف سڑکوں پر نکل آئے۔ میڈیا کلب کے سامنے احتجاجی دھرنا دے کر ملاکنڈ روڈ کو ہر قسم کی ٹریفک کیلئے مسلسل ایک گھنٹے تک بند رکھا۔ طلباء کا موقف تھا کہ داخلہ فیس پہلے 720 روپے تھی اب بڑھا کر 1850 روپے کردی گئی۔ اسی طرح ایک پرچے کی فیس بھی 720 روپے تھی جسے بڑھا کر 3000 روپے کردیا گیا ہے، جو غریب طلباء پر تعلیم کے دروازے بند کرنے کے مترادف ہے۔ (روزنامہ آج)

صحت

لیڈی ہیلتھ ورکرز کا پولیو ٹیموں پر حملے کے خلاف مظاہرہ

چارسدہ -22 جنوری کو چارسدہ میں لیڈی ہیلتھ ورکرز نے مطالبات کے حق میں اور کوئٹہ میں پولیو ورکرز ٹیم پر حملے کیخلاف چارسدہ پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے حکومت کے خلاف نعرہ بازی کی اور پولیو ٹیموں کو سیکورٹی فراہم کرنے کا مطالبہ کیا۔ مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے لیڈی ہیلتھ ورکرز کی صوبائی نائب صدر ثمینہ نعیم اور ضلعی صدر نیلوفر نے کہا کہ انسداد پولیو مہم کے دوران پولیو ٹیموں کی سکیورٹی کیلئے غیر تربیت یافتہ پولیس اہلکاروں کو تعینات کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے آئے روز ناخوشگوار واقعات پیش آ رہے ہیں۔ مظاہرین نے انسداد پولیو مہم کے دوران شہید ہونے والے اہلکاروں کے لواحقین کو شہداء پیکج دینے کا مطالبہ کیا۔ مظاہرین نے اس عزم کا اظہار کیا کہ دہشتگردوں کے حملے ان کو اپنے فرائض کی ادائیگی سے نہیں روک سکتے بلکہ وہ اپنا کام پہلے سے زیادہ جذبے کے ساتھ جاری رکھیں گے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

ضلع کوہستان ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سے محروم

پشاور موجودہ حکومت کی جانب سے تین حصوں میں تقسیم کیا جانے والا ضلع کوہستان ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سے محروم ہے، جبکہ اے این پی دور میں ضلع کا درجہ پانے والے تورغر میں بھی ڈی ایچ کیو ہسپتال قائم نہیں کیا جا سکا۔ سرکاری ریکارڈ کے مطابق خیبر پختونخوا کے تین اضلاع ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں سے محروم ہیں جن میں صوبائی دارالحکومت پشاور بھی شامل ہے۔ تاہم پشاور میں لیڈی ریڈنگ، خیبر ٹیچنگ اور حیات آباد میڈیکل کمپلیکس موجود مگر تورغر، اور کوہستان دونوں اضلاع ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں سے محروم ہیں۔ اور وہاں کوئی اور بہتر سرکاری ہسپتال بھی موجود نہیں۔

(روزنامہ ایکسپریس)

ڈاکٹروں کی غفلت، نومولود بچی سردی سے جاں بحق

مردان 31 دسمبر کو مردان میڈیکل کمپلیکس میں ڈاکٹروں کی مبینہ غفلت اور لاپرواہی کے باعث نومولود بچی نے شدید سردی کے باعث ہسپتال کے صحن میں دم توڑ دیا۔ مریضہ کے ورثاء ڈاکٹروں کی منت سماجت کرتے رہے تاہم کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ نواحی گاؤں ابراہیم خان کلے کے رہائشی صابر رحمان کی اہلیہ کو علاج کیلئے مردان میڈیکل کمپلیکس کے گائنی وارڈ میں لایا گیا جہاں عملے نے انہیں یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ بچے کی پیدائش میں ابھی وقت ہے جس پر مریضہ کو واپس لے جایا گیا تاہم راستے میں درد میں اضافہ کے باعث انہیں ایک بار پھر ہسپتال لایا گیا لیکن عملے نے وارڈ میں بستر نہ ہونے کا بہانہ بنا کر واپس بھیج دیا۔ اس دوران وارڈ کے باہر مریضہ نے بچی کو جنم دے دیا۔ ورثاء عملے کے سامنے دہائیاں دیتے رہے لیکن عملے کے کان پر جوں تک نہیں رینگی اور دو گھنٹے زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد نومولود بچی نے سردی میں توڑ دیا۔ واقعہ کی اطلاع ملنے پر ابراہیم خان کلے کے مکینوں کی بڑی تعداد سابق ناظم جمال شاہ اور جے یو آئی کے تحصیل جنرل سیکرٹری قاری نیاز علی کی قیادت میں ہسپتال پہنچے اور واقعہ کے خلاف شدید احتجاج کیا۔ ہسپتال بورڈ آف گورنرز کے سیکرٹری اظہر خان، ایچ آر منیجر الطاف احمد خان، اور ایڈیشنل اسسٹنٹ کمشنر بابر تنولی نے مظاہرین سے مذاکرات کئے اور انہیں احتجاج ختم کرنے پر آمادہ کیا۔ بعد ازاں مردان میڈیکل کمپلیکس کے ڈائریکٹر ڈاکٹر طارق محمود نے ہسپتال میں نومولود بچی کی ہلاکت کے واقعہ کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے فوری کارروائی کرتے ہوئے پانچ ڈاکٹروں، ڈاکٹر صائمہ امین، ڈاکٹر نزہت اشفاق، ڈاکٹر مزاہدہ، ڈاکٹر نازیہ، ڈاکٹر ماریہ اور تین سٹاف نرسوں رخسانہ، عزالہ، اور شائستہ کو معطل کر دیا جبکہ واقعہ کی تحقیقات کیلئے سینئر ڈاکٹر پروفیسر اور ڈاکٹر محمد حسین صافی کی نگرانی میں تین رکنی کمیٹی تشکیل دیدی ہے، جو اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔

(روزنامہ ایکسپریس)

300 گھرانوں پر مشتمل گاؤں پانی سے محروم

باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی کے نواح میں واقع چی لونگ پہاڑ کے دامن میں 300 گھرانوں پر مشتمل گاؤں پینے کے پانی سے محروم ہے۔ گاؤں کے مکین دور دراز علاقوں سے گدھوں پر لاد کر پانی لانے پر مجبور ہیں۔ جن کی وجہ سے ان کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ محکمہ پبلک ہیلتھ نے ایک واٹر سپلائی سکیم تعمیر کی لیکن اس سے علاقے کے مکینوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ ابھی تک یہ سکیم فعال نہیں ہو سکی۔ پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے یہاں کنویں کی کھدائی ممکن نہیں ہے۔ علاقے کے مکینوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان کو پینے کا صاف پانی فراہم کرنے کیلئے نو تعمیر واٹر سپلائی سکیم کو فعال بنا کر عوام کی مشکلات کا ازالہ کیا جائے۔

(روزنامہ آج)

لشمینیا مریضوں کی تعداد میں اضافہ

کرک کرک میں لشمینیا میں مبتلا مریضوں کی تعداد ایک ہزار سے تجاوز کر گئی۔ خطرناک مچھر سینڈ فلائی نے 2016ء میں بھی کرک کے مختلف علاقوں میں 1800 افراد کو اس مرض میں مبتلا کیا تھا۔ 2017ء میں بھی مچھروں کی افزائش نسل روکنے کیلئے بروقت اقدامات نہ اٹھائے جانے کی وجہ سے 1102 افراد اس کا شکار ہو چکے ہیں۔ جنوری 2018ء کے ابتدائی دنوں میں 17 نئے کیسز بھی محکمہ صحت میں رجسٹرڈ ہو چکے ہیں۔ محکمہ صحت کی لاپرواہی کی وجہ سے اس مرض میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہسپتالوں میں علاج نہ ہونے کی صورت میں مریضوں کو علاج کے بغیر ہی واپس جانا پڑتا ہے۔ اس حوالے سے عوام کا مطالبہ ہے کہ جلد از جلد ہسپتالوں میں ایمرجنسی نافذ کی جائے اور اس موذی مرض پر قابو پانے کے لیے اس کا علاج بروقت اور یقینی بنایا جائے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

پارک کی تعمیر دو سال بعد بھی مکمل نہ ہو سکی

ٹوبہ ٹیک سنگھ آفیسرز کالونی فیملی پارک کی تعمیر دو سال بعد بھی مکمل نہ ہو سکی جس کے باعث لاکھوں روپے کی ضیاع ہونے کا خدشہ بھی بڑھ گیا ہے۔ آفیسرز کالونی کے رہائشیوں کو سیر و تفریح کی سہولیات کی فراہمی کے لیے محکمہ بلڈنگز کے زیر اہتمام 35 لاکھ کی خطیر رقم سے دو سال قبل مصطفیٰ آباد روڈ پر جی او آر ون، اور جوڈیشل کالونی کے قریب فیملی پارک کی تعمیر شروع کی گئی جس کا سنگ بنیاد اس وقت کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج اور ڈی سی او نے رکھا۔ پارک میں دیگر بنیادی کاموں پر پندرہ لاکھ روپے خرچ بھی ہوئے تاہم بعد ازاں فنڈ ز نہ ہونے کے باعث کام روک دیا گیا اور دو سال گزرنے کے باوجود شروع نہیں ہو سکا۔ اہل علاقہ نے ارباب اختیار سے مطالبہ کیا ہے کہ پارک کی تعمیر جلد از جلد مکمل کی جائے تا کہ عوام کو تفریحی سہولیات میسر آ سکیں۔

(اعجاز اقبال)

18 جنوری 2018، فیصل آباد: ایچ آر سی پی نے ''پنجاب میں جبری مزدوری کی صورت حال کا جائزہ'' پر ایک مشاورتی تقریب منعقد کی

12 جنوری 2018 : ایچ آر سی پی کی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے مٹھی کا دورہ کیا اور وہاں قتل ہونے والے دو ہندو بھائیوں کے اہل خانہ سے ملاقات کی

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
''ایوان جمہور'' 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
فون : 35838341-35864994 فیکس : 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ : www.hrcp-web.org
پرنٹر : مکتبہ جدیدپریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15